دعا میں وسیلہ کرنا

شرک یا توحید؟

از

ابو شہریار

۲۰۱۸

جدید ایڈیشن ۲۰۲۱

www.islamic-belief.net

فہرست

پیش لفظ

--------باب ۱: التوسل بذوات الصالحین--------

زندگی میں ولی یا نبی سے دعا کروانا = التوسل بالدعا

بارش کی دعا کروانا

عمر رضی اللہ عنہ کا عباس رضی اللہ عنہ سے دعا کروانا

معاویہ رضی اللہ عنہ کا یَزِیدُ بْنُ الْأَسْوَدِ الْجُرَشِيُّ سے دعا کروانا

----------باب ۲ : التوسل بالنبی-------------

ولادت النبی سے قبل التوسل بالنبی کے دلائل

آدم علیہ السلام کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دعا کرنا

ایک اور روایت

ایک بریلوی عالم کی شرح

بریلوی علماء کا صحت حدیث پر غلط حکم

اہل تشیع کا اپنے مذہب میں اضافہ کرنا

اِشہد اِن علیا ولی اللہ

علمائے اہل سنت کا مذہب میں اضافہ کرنا

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دیگر انبیاء سے وسیلہ لینا؟

خیبر کے یہود کا جنگ میں فتح کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ لینا

تاریخی حقیقت

حیات النبی میں التوسل بالنبی کے دلائل

عبد المطلب کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے بارش طلب کرنا

منافقین کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دعا کرنا اور ایک حکایت کا بیان

بعد وفات النبی ، التوسل بالنبی کے دلائل

ایک بدو کا واقعہ

ایک نابینا کا واقعہ

قبر النبی اور آسمان سے بارش برسنا

مالک الدار والی روایت

ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا قبر النبی سے وسیلہ لینا

--باب ۳ : التوسل بالاستغاثہ کے دلائل --

جنگ یمامہ میں اصحاب رسول کا یا محمداہ کی پکار لگانا

اعینوا یا عباد اللہ؟ یا عباد اللہ : احسبوا علی؟

اللہ پر سوال کرنے والوں کا حق جتانا

حدیث غار

------ باب ۴ : وسیلہ لینے پر علماء کی متضاد آراء ----

ائمہ احناف اور وسیلہ کا رد

ائمہ حنابلہ اور وسیلہ کا اثبات

محدثین اور وسیلہ کا اثبات

اولیاء کی قبور پر جا کر اپنے لئے دعا کرنا

---باب ۵ : فرشتوں کو پکارنا - سلف کا ایک عقیدہ------

بسم اللہ الرحمان الرحیم

پیش لفظ

قرآن میں ہے کہ قوم نوح نے کہا ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کو مت چھوڑو

وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا 23

اور انہوں نے کہا تم اپنے الہ کو مت چھوڑنا د، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کو

صحیح بخاری میں ابن عباس سے مروی ہے کہ **أَسْمَاءُ رِجَالٍ صَالِحِينَ مِنْ قَوْمِ نُوحٍ** یہ لوگ قوم نوح کے صالح لوگ تھے -

اور پھر یہ لوگ عربوں میں بھی پوجے گئے

صَارَتِ الأَوْثَانُ الَّتِي كَانَتْ فِي قَوْمِ نُوحٍ فِي الْعَرَبِ عرب میں قوم نوح کے بت پھیل گئے

یعنی عربوں میں توسل اور وسیلہ لینا معروف تھا – لیکن انہوں نے ان شخصیات کو بت کی شکل دی لیکن مقصد توسل ہی تھا لہذا مشرک کہتے یہ اولیاء اللہ ہیں جن کے بت ہیں ان کی اس پوجا کا مقصد تقرب الی اللہ ہے – سورہ الزمر میں ہے

أَلَا لِلَّهِ الدِّينُ الْخَالِصُ وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَى إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِي مَا هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ كَاذِبٌ كَفَّارٌ

خبردار دین خالص اللہ کے لئے ہو، اور وہ جنہوں نے اس کے علاوہ دیگر ولی اختیار کیے ہیں – (وہ کہہ

رہے ہیں) ہم عبادت نہیں کرتے سوائے اس کے کہ اللہ کا قرب ملے - اللہ ان کا فیصلہ کرے گا جس میں یہ اختلاف کر رہے ہیں – اللہ جھوٹے کفار کو ہدایت نہیں کرتا

مشرکین کے اولیاء اللہ سے وسیلہ لینے پر جرح کی گئی اور مسلمانوں کو حکم دیا گیا

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ

اے ایمان والوں اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف الوسیلہ تلاش کرے اور اس کی راہ میں کوشش کرو تاکہ فلاح پاؤ

ظاہر ہے اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ انبیاء اور اولیاء کی وفات کے بعد ان کا وسیلہ مسلمان لے سکتے ہیں لیکن یہی کام مشرک کریں تو صحیح نہیں - آیت میں وسیلہ سے مراد اللہ کا قرب حاصل کرنا ہے جو نیکی میں سبقت سے حاصل ہوتا ہے اگر ایمان صحیح ہو – قرآن میں ہے

لَّيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلَآئِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّيْنَ ۚ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِى الْقُرْبٰى وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِى الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ الصَّلَاةَ وَاٰتَى الزَّكَاةَ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عَاهَدُوْا ۖ وَالصَّابِرِيْنَ فِى الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ ۗ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ۖ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ (177)

یہی نیکی نہیں کہ تم اپنے منہ مشرق اور مغرب کی طرف پھیرو بلکہ نیکی تو یہ ہے جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لائے اور فرشتوں اور کتابوں اور نبیوں پر، اور اس کی محبت میں رشتہ داروں اور تیموں اور مسکینوں اور مسافروں اور سوال کرنے والوں کو اور گردنوں کے چھڑانے میں مال دے، اور نماز پڑھے اور زکوٰۃ دے، اور جو اپنے عہدوں کو پورا کرنے والے ہیں جب وہ عہد کرلیں، اور تنگدستی میں اور بیماری میں اور لڑائی کے وقت صبر کرنے والے ہیں، یہی سچے لوگ ہیں اور یہی پرہیزگار ہیں۔

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم جو اِولیاء کا ان کی وفات کے بعد دعا میں وسیلہ لیتے ہیں یا اللہ کو واسطہ دیتے ہیں یا بحق محمد یا بجاہ محمد کہتے ہیں تو یہ شرک نہیں ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ امت شرک نہ کرے گی اور بخاری کی روایت پیش کرتے ہیں

و إني والله ما أخاف عليكم أن تشركوا بعدي

اور اللہ کی قسم مجھے اس کا خوف نہیں کہ تم شرک کرو گے

یہ روایت صحیح ہے لیکن اس کو اس کے سیاق و سباق میں ہی سمجھا جا سکتا ہے۔بخاری میں یہ حدیث عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز پہلے اصحاب کے ساتھ مقام احد گئے اورشہداء کے لئے دعا کی پھر آپ منبر پر تشریف لے گئے اور یہ الفاظ فرمائے۔ یہ الفاظ صحابہ کے لئے مخصوص ہیں نہ کہ ساری امت کے لئے . اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم امت کے حوالیے سے بالکل مطمین ہوتے تو وہ یہ نہ کہتے کہ قرآن حلق سے نیچے نہ اترے گا وہ یہ نہ کہتے کہ ایمان اجنبی ہو جائے گا وہ یہ نہ کہتے کہ بہتر فرقے جہنم کی نذر ہوں گے۔

اللہ تعالی پر مخلوق کا حق نہیں ہے – مخلوق پر اللہ کا حق ہے۔ اسی وجہ سے اللہ کی عبادت خالص ہونی چاہئیے ۔

قرآن میں ہے اللہ تعالی سب کی سنتا ہے اور انسان کے شہ رگ سے بھی قریب ہے تو پھر سوال ہے کہ آیت میں وسیلہ سے کیا مراد ہے

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ

امام طبری تفسیر میں لکھتے ہیں

وابتغوا إليه الوسيلة"، يقول: واطلبوا القربة إليه بالعمل بما يرضيه

اور اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو کہا اس کی قربت طلب کرو اس عمل سے جس سے وہ خوش ہو

عبد الله بن کثیر، مجاہد، حسن بصری ، قتادہ سب نے اس کو تقرب الی اللہ قرار دیا ہے جو نیکی کرنے سے حاصل ہوتا ہے
یعنی وسیلہ تلاش کرو سے مراد کسی بزرگ کو تلاش کرنا نہیں ہے جس سے دعا کرا سکیں اس سے مراد ہے اللہ کا تقرب حاصل کرو اور شرح کی کہ اس کی راہ میں جہاد سے یہ حاصل ہو گا یا نیک عمل سے

سورہ بنی اسرائیل یا الاِسراء: 57 میں ہے
أُولَئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَى رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ وَيَخَافُونَ عَذَابَهُ إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُورًا
وہ (مشرک و اہل کتاب) جن کو پکار رہے ہیں وہ (خود) اللہ کا وسیلہ چاہتے ہیں جو ان کو اللہ کا قرب دے اور وہ اللہ سے رحمت کی امید رکھتے ہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں کہ ان کے رب کا عذاب ایسا ہے جس سے ڈرا جائے

یعنی فرشتے اور انبیاء جن کو مشرک اور اہل کتاب پکارتے ہیں وہ فرشتے اور انبیاء خود اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لئے کوشاں رہتے ہیں
تفسیر یحیٰی بن سلام میں ہے
سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ قَالَ: نَزَلَتْ فِي نَفَرٍ مِنَ الْعَرَبِ كَانُوا يَعْبُدُونَ نَفَرًا مِنَ الْجِنِّ، فَأَسْلَمَ الْجِنِّيُّونَ، وَلَمْ يَعْلَمْ بِذَلِكَ النَّفَرُ مِنَ الْعَرَبِ.
[أخرج عبد الرَّزَّاق وَالْفِرْيَابِي وَسَعِيد بن مَنْصُور وَابْن أبي شيبَة وَالْبُخَارِيّ وَالنَّسَائِيّ وَابْن جرير وَابْن الْمُنْذر وَابْن أبي حَاتِم وَالطَّبَرَانِيّ وَالْحَاكِم وَابْن مرْدَوَيْه وَأَبُو نعيم فِي الدَّلَائِل عَن ابْن مَسْعُود رَضِي الله عَنهُ]
ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ آیت عربوں کے ایک ٹولے کے لئے نازل ہوئی جو جنوں کی عبادت کرتا اور جنات ایمان لائے اور ان کے ایمان کی خبر پجاریوں کو نہیں ہوئی
قرون ثلاثہ کے اندر مفسرین وسیلہ سے مراد نیک عمل ہی لیتے تھے اس سے مراد ولی اللہ سے دعا کروانا بھی نہیں تھا بلکہ اس کا وسیلہ سے تعلق بھی نہیں ہے – کیونکہ دعا ایک دوسرے کے لئے کرنا معلوم ہے

اللہ تعالی نے قرآن میں بیان کیا کہ ابناء یعقوب کے لئے یعقوب علیہ السلام نے مغفرت کی دعا کی – معلوم ہوا نیک لوگوں سے ان کی زندگی میں دعا کی درخواست کی جا سکتی ہے۔ راقم اس کو وسیلہ قرار نہیں دیتا – قرانی لفظ الوسیلہ سے مراد علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک نیکیاں کرنا ہے ۔ راقم اسی کا قائل ہے کہ کسی سے دعا کروانا ایک مسلمان کا دوسرے کے حق میں دعا کرنا ہے ، وسیلہ نہیں ہے۔

بعد وفات الانبیاء و صلحاء و اولیاء ان کے ناموں کو دعا میں استعمال کرنا کہ اللہ پر ان کا حق جتلانا بلا ثبوت ہے – اس عمل کے وجوب پر نہ کوئی قرانی آیت ہے ،نہ حدیث معلوم ہے بلکہ شرک ہے اور عمل مشرکین مکہ سے مماثلت رکھتا ہے جو اولیاء قوم نوح کو پکارتے تھے

خیال رہے کہ وسیلہ – صدقہ – طفیل ، یہ الفاظ ایک ہی ہیں – یعنی کوئی دعا میں اللہ تعالی کو کہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ہوں لہذا کم از کم اس بنیاد پر اللہ خیال کر لے تو یہ وسیلہ ہے ۔ راقم کہتا ہے یہی وہ وسیلہ ہے جس کو فقہاء احناف نے کفر کہا ہے اور اس پر آگ کا عذاب بتایا تھا

تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق وحاشية الشِّلْبِيِّ میں الزيلعي الحنفي (المتوفى: 743 هـ) امام ابو یوسف پر لکھتے ہیں

قَالَ – رَحِمَهُ اللَّهُ -: (وَبِحَقِّ فُلَانٍ) أَيْ يُكْرَهُ أَنْ يَقُولَ فِي دُعَائِهِ بِحَقِّ فُلَانٍ، وَكَذَا بِحَقِّ أَنْبِيَائِك، وَأَوْلِيَائِك أَوْ بِحَقِّ رُسُلِك أَوْ بِحَقِّ الْبَيْتِ أَوْ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ؛ لِأَنَّهُ لَا حَقَّ لِلْخَلْقِ عَلَى اللَّهِ تَعَالَى، وَإِنَّمَا يَخُصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ غَيْرِ وُجُوبٍ عَلَيْهِ

امام ابو یوسف کا فتوی تھا کہ ان کو کراہت ہے کہ بحق فلاں کہا جائے یعنی کراہت کی کہ دعا میں کوئی بحق فلاں بولے اور کسی طرح بحق انبیاء یا بحق اولیاء یا بحق رسولوں کے یا جو حق بیت اللہ یا الْمُشْعَرِ الْحَرَامِ کا ہے کیونکہ مخلوق کا اللہ پر کوئی حق نہیں ہے بلکہ وہ اپنی رحمت خاص کرتا ہے جس پر چاہتا ہے

امام ابو حنیفہ نے واضح کہا ہے صرف اسماء الحسنی کا واسطہ دیا جا سکتا ہے۔ قرآن میں ہے

ما فرطنا في الكتاب من شيء

ہم نے اس کتاب میں کسی چیز کا ذکر نہیں چھوڑا

اور حدیث میں ہے

حدثنا أبو نعيم حدثنا زكرياء عن عامر قال سمعت النعمان بن بشير يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول الحلال بين والحرام بين وبينهما مشبهات لا يعلمها كثير من الناس

حلال واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے اس کے درمیان مشبہات ہیں جن کو اکثر لوگ نہیں جانتے

وسیلہ لینا عقیدے کے مسائل میں سے ہے اور قرآن و حدیث میں اس کا ذکر ہی نہیں کہ لوگوں نے انبیاء کی ذات کو ان کی وفات کے بعد وسیلہ کیا ہو کہ دعا میں ذکر کیا ہو- وسیلہ – صدقہ طفیل کے الفاظ ہم اردو میں وسیلہ لیتے وقت بولتے ہیں جبکہ عرب جو وسیلہ لیتے ہیں وہ بحق کے الفاظ استعمال کرتے ہیں – بحق کا مطلب بھی وسیلہ ہے کہ اپنی محبت کا واسطہ دینا گویا کہ اللہ پر احسان کیا ہے

سورہ حجرات میں ہے

يَمُنُّونَ عَلَيْكَ أَنْ أَسْلَمُوا قُلْ لا تَمُنُّوا عَلَيَّ إِسْلامَكُمْ بَلِ اللَّهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ أَنْ هَدَاكُمْ لِلإِيمَانِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ

تم اللہ پر اِحسان جتاتے ہو کہ تم اسلام لائے کہو بلکہ تمہارے اسلام کا کوئی احسان نہیں ہے بلکہ اللہ کا احسان ہے کہ اس نے تم کو ایمان کی طرف ہدایت دی اگر تم سچے ہو

یعنی مخلوق پر اللہ کا احسان ہے اور نبی کی بعثت بھی اللہ کا احسان ہے –اس کے نبی سے محبت اللہ کا حکم ہے اور حکم پر عمل کر کے اس کا ذکر اب دعا میں نہیں کیا جا سکتا –خیال رہے کہ اس امت میں قول : اللہ تعالی کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد درکار ہے ، اس کا قائل کوئی نہیں چاہے شیعہ ہوں یا خوارج یا باطنی فرقے بلکہ یہ حق اور مقام و عزت کی بنیاد پر اللہ تعالی پر زور ڈالنے کا انداز ہے-اس کتاب میں ان روایات پر تبصرہ ہے جو دعا میں انبیاء و اولیاء کے وسیلہ لینے کے حق میں پیش کی جاتی ہیں

ابو شہریار

۲۰۱۷

----باب ا: التوسل بذوات الصالحین----

زندگی میں ولی یا نبی سے دعا کروانا = التوسل بالدعا

یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں نے اپنے باپ سے درخواست کی کہ
قَالُوا يَا أَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا إِنَّا كُنَّا خَاطِئِينَ قَالَ سَوْفَ أَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّي إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ

اے باپ ہمارے گناہوں کے لئے استغفار کریں ہم خطا کار تھے – میں تمہارے لئے اپنے رب سے دعا کروں گا بے شک وہ غفور و رحیم ہے

اللہ تعالی نے اس طرح حکم دیا کہ نیک لوگوں سے ان کی زندگی میں دعا کی درخواست کی جا سکتی ہے-
راقم اس کو وسیلہ قرار نہیں دیتا – الوسیلہ سے مراد راقم کے نزدیک نیکیاں ہیں - کسی سے دعا کروانا ایک مسلمان کا دوسرے کے حق میں دعا کرنا ہے وسیلہ نہیں ہے

بارش کی دعا کروانا

عمر رضی اللہ عنہ کا عباس رضی اللہ عنہ سے دعا کروانا

صحیح بخاری کی حدیث ہے[1]

حَدَّثَنَا الحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الأَنْصَارِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ المُثَنَّى، عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، كَانَ إِذَا قَحَطُوا اسْتَسْقَى بِالعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ المُطَّلِبِ، فَقَالَ: «اللَّهُمَّ إِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا فَتَسْقِينَا، وَإِنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا»، قَالَ: فَيُسْقَوْنَ

ہم سے حسن بن محمد نے بیان کیا، ان سے محمد بن عبداللہ انصاری نے بیان کیا، ان سے ابوعبداللہ بن مثنیٰ نے بیان کیا، ان سے ثمامہ بن عبداللہ بن انس نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ عمر بن

خطاب رضی اللہ عنہ قحط کے زمانے میں عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو آگے بڑھا کر بارش کی دعا کراتے اور کہتے کہ اے اللہ پہلے ہم اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بارش کی دعا کراتے تھے تو ہمیں سیرابی عطا کرتا تھا اور اب ہم اپنے نبی کے چچا کے ذریعہ بارش کی دعا کرتے ہیں۔ اس لیے ہمیں سیرابی عطا فرما۔ راوی نے بیان کیا کہ اس کے بعد خوب بارش ہوئی

صحیح ابن حبان میں ہے[2]

أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْهَمْدَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا الأَنْصَارِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ ثُمَامَةَ عَنِ أَنَسٍ قَالَ: كَانُوا إِذَا قَحَطُوا عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَسْقَوْا بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَسْتَسْقِي لَهُمْ فَيُسْقَوْنَ فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ وَفَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي إِمَارَةِ عُمَرَ قَحَطُوا فَخَرَجَ عُمَرُ بِالْعَبَّاسِ يَسْتَسْقِي بِهِ فَقَالَ:اللَّهُمَّ إِنَّا كُنَّا إِذَا قَحَطْنَا عَلَى عَهْدِ نَبِيِّكَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَسْقَيْنَا بِهِ فَسَقَيْتَنَا وَأَنَا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ الْيَوْمَ بِعَمِّ نَبِيِّكَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْقِنَا قَالَ: فسقوا

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا جب جب دور نبوی میں قحط پڑتا ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے بارش طلب کرتے اور سیراب ہوتے لیکن جب وفات النبی ہوئی اور عمر کی امارت میں قحط ہوا تو عمر نکلے انہوں نے عباس کے ذریعہ سے بارش مانگی اور کہا یا اللہ تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں قحط ہوتا تو ہم ان کے ذریعہ بارش مانگتے اور تو سیراب کرتا اور اب ہم دعا کرتے ہیں آج رسول اللہ کے چچا کے ذریعہ سے پس پانی برسا – کہا پس سیراب ہوئے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مخلوق میں اللہ کے ہاں مکرم ہیں لیکن عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حق نہیں یاد دلایا کہ بحق النبی یا بجاہ محمد کے حوالے سے اللہ تعالی کو پکارا ہو بلکہ زندہ عباس رضی اللہ عنہ سے دعا کروائی

قابل غور ہے کہ اہل سنت کے مطابق اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سب سے اول ابو بکر ہیں پھر عمر پھر عثمان اور پھر علی رضی اللہ عنہم۔ دوسری طرف اہل تشیع میں اہل بیت سب سے افضل ہیں اور ان میں بھی علی سب سے افضل ہیں – عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک عباس رضی اللہ عنہ کا مقام و

مرتبہ علی رضی اللہ عنہ سے بلند تھا۔ عباس، عمر کی مجلس شوری کے بھی ممبر تھے۔ اور ایک موقعہ پر عباس اور علی کا اختلاف ہوا تو عباس رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ کی شکایت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی کی جس کا ذکر صحیح بخاری میں ہے - عمر رضی اللہ عنہ فضیلت میں ان دونوں سے بلند تھے اور درجات میں بھی تو پھر سوال آتا ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ سے دعا کیوں کروائی گئی؟ عمر خود دعا کر سکتے تھے جیسا اللہ نے کہا میں شہ رگ سے بھی قریب ہوں –

راقم کہتا ہے کہ عباس خاندان نبوی میں سب سے عمر رسیدہ تھے ان کے بوڑھے ہونے کی وجہ سے دعا کروائی۔ حدیث میں ہے کہ نماز میں امام وہ ہوں جو عمر رسیدہ ہوں۔ عباس رضی اللہ عنہ میں یہ دونوں باتیں تھیں وہ اہل بیت میں سب سے معتبر و بزرگ تھے اور اللہ تعالی نے دعا قبول کی بارش ہوئی[3]

معاویہ رضی اللہ عنہ کا یَزِيدُ بْنُ الأَسْوَدِ الْجُرَشِيُّ سے دعا کروانا

کتاب المعرفة والتاريخ از یعقوب بن سفیان بن جوان الفارسی الفسوی، ابو یوسف (المتوفی: 277ھ) میں یَزِیدُ بْنُ الْأَسْوَدِ الْجُرَشِیُّ کے ترجمہ میں ہے

حَدَّثَنَا ابو اليمان قال: حدثنا صَفْوَانُ عَنْ سُلَيْمِ بْنِ عَامِرٍ الْخَبَائِرِيِّ: أَنَّ السَّمَاءَ قَحَطَتْ، فَخَرَجَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ وأهل دمشق يستسقون، فَلَمَّا قَعَدَ مُعَاوِيَةُ عَلَى الْمِنْبَرِ قَالَ: أَيْنَ يزيد بن الأسود الْجُرَشِيِّ ؟ فَنَادَاهُ النَّاسُ، فَأَقْبَلَ يَتَخَطَّى النَّاسَ فَأَمَرَ مُعَاوِيَةُ فَصَعَدَ الْمِنْبَرَ فَقَعَدَ عِنْدَ رِجْلَيْهِ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: اللَّهمّ إِنَّا نَسْتَشْفِعُ إِلَيْكَ الْيَوْمَ بِخَيْرِنَا وَأَفْضَلِنَا، اللَّهمّ إِنَّا نَسْتَشْفِعُ إِلَيْكَ بِيَزِيدَ بْنِ الأَسْوَدِ الْجُرَشِيِّ. يَا يَزِيدُ ارْفَعْ يَدَيْكَ إِلَى اللَّهِ، فَرَفَعَ يَزِيدُ يَدَيْهِ وَرَفَعَ النَّاسُ أَيْدِيَهُمْ، فما كان أو شك أَنْ فَارَتْ سَحَابَةٌ فِي الْغَرْبِ كَأَنَّهَا تِرْسٌ وَهَبَّتْ لَهَا رِيحٌ فَسُقِينَا حَتَّى كَادَ النَّاسُ أَنْ لا يَبْلُغُوا مَنَازِلَهُمْ .

سُلَيْمِ بْنِ عَامِرٍ الْخَبَائِرِيِّ سے روایت ہے کہ آسمان کو قحط لگا پس معاویہ بن ابی سفیان نکلے اور اہل دمشق نے بارش مانگی – پس جب معاویہ منبر پر بیٹھے پوچھا یَزِیدُ بْنُ الْأَسْوَدِ الْجُرَشِیُّ کہاں ہیں[4] ؟ پس لوگوں نے پکار لگائی اور وہ لوگوں میں سے باہر آئے پس معاویہ نے ان کو حکم کیا وہ منبر پر چڑھے اور معاویہ ان کے پیروں میں بیٹھے – پس معاویہ نے کہا اے اللہ ہم آج تجھ سے خیر و فضل طلب کرتے ہیں – ہم یَزِیدُ بْنُ الْأَسْوَدِ کے ذریعہ سفارش کرتے ہیں –اے یزید اپنے ہاتھ اللہ سے دعا کے لئے بلند کرو – پس یَزِیدُ بْنُ الْأَسْوَدِ نے ہاتھ اٹھائے اور لوگوں نے بھی پس مغرب سے بادل آئے جیسے ڈھال ہوں ،اس میں ہوا تھی، جس سے ہم سیراب ہوئے یہاں تک کہ لوگوں کا اپنے گھروں کو جانا بھی سجھائی نہیں دے رہا تھا

یہاں بھی ایک بوڑھے عبادت گزار سے دعا کروائی گئی – اس سے یہ قطعاً ثابت نہیں ہوتا کہ یَزِيدُ بْنُ الْأَسْوَدِ الْجُرَشِيُّ ایک تابعی بہت سے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے تقوی میں بڑھ کر تھے کیونکہ

یہ ہمارے مذھب میں نہیں کہ اہل بیت یا اصحاب رسول سے بڑھ کر تابعی کو سمجھا جائے
صحیح مسلم میں ہے کہ اب کوئی احد پہاڑ کے برابر بھی صدقہ کر دے تو اصحاب رسول کے برابر نہیں ہو سکتا

لا تسبُّوا أصحابي، فإن أحَدَكم لو أنفق مثل أُحُدٍ ذهباً ما بلغ مُدَّ أحدهم ولا نصيفه

معلوم ہوا یہ شخصی وسیلہ نہیں تھا بلکہ شہر کے عمر رسیدہ عبادت گزار بزرگ سے دعا کروانا تھا۔ لہٰذا یہ واقعات توسل بذوات الصالحین کی دلیل نہیں ہیں

نوٹ : معاویہ و عمر رضی اللہ عنہ نے بارش کے لیے محض دعا کی ہے - استسقاء کی نماز راقم کے مطابق بدعت ہے

------------باب ۲ : التوسل بالنبی --------------

ولادت النبی سے قبل التوسل بالنبی کے دلائل

آدم علیہ السلام کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دعا کرنا

بعض روایات میں بیان ہوا ہے کہ انبیاء بھی وسیلہ لیتے تھے مثلاً آدم علیہ السلام – اس روایت کو امام حاکم نے مستدرک میں بیان کیا ہے

حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مَنْصُورٍ الْعَدْلُ، ثنا أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ، ثنا أَبُو الْحَارِثِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُسْلِمٍ الْفِهْرِيُّ، ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْلَمَةَ، أَنْبَأَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " لَمَّا اقْتَرَفَ آدَمُ الْخَطِيئَةَ قَالَ: يَا رَبِّ أَسْأَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ لَمَا غَفَرْتَ لِي، فَقَالَ اللَّهُ: يَا آدَمُ، وَكَيْفَ عَرَفْتَ مُحَمَّدًا وَلَمْ أَخْلُقْهُ؟ قَالَ: يَا رَبِّ، لِأَنَّكَ لَمَّا خَلَقْتَنِي بِيَدِكَ وَنَفَخْتَ فِيَّ مِنْ رُوحِكَ رَفَعْتُ رَأْسِي فَرَأَيْتُ عَلَى قَوَائِمِ الْعَرْشِ مَكْتُوبًا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ فَعَلِمْتُ أَنَّكَ لَمْ تُضِفْ إِلَى اسْمِكَ إِلَّا أَحَبَّ الْخَلْقِ إِلَيْكَ، فَقَالَ اللَّهُ: صَدَقْتَ يَا آدَمُ، إِنَّهُ لَأُحِبُّ الْخَلْقِ إِلَيَّ ادْعُنِي بِحَقِّهِ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكَ وَلَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُكَ »

عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَسْلَم نے اپنے باپ سے اور دادا سے روایت کیا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آدم سے خطا سرزرد ہوئی انہوں نے کہا : اے رب ! میں محمد کے (آپ پر جو) حق (ہیں ان) سے سوال کرتا ہوں میری مغفرت کر - پس اللہ تعالی نے فرمایا : اے آدم تجھ کو کیسے محمد کا علم ہوا اور میں نے تو اس کو خلق نہیں کیا ؟ آدم نے کہا اے رب جب اپ نے مجھ کو اپنے ہاتھ خلق کیا اور مجھ میں اپنی روح پھونکی میں نے سر اٹھایا تو عرش کے پائے پر لکھا دیکھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ – پس میں جان گیا کہ تو اپنے نام کے ساتھ اضافت نہیں

کرے گا مگر اس کی جس سے مخلوق میں سے سے زیادہ محبت کرے – پس اللہ نے فرمایا : سچ کہا آدم، یقیناً مخلوق میں مجھے وہ سب سے زیادہ محبوب ہے لہذا تو مجھے اس کا واسطہ دے کر پکار، بلاشبہ میں نے تمہیں معاف کردیا ہے اور اگر محمد (ﷺ) نہ ہوتا تو تجھے پیدا ہی نہ کرتا۔

عقائد میں امام حاکم صاحب مستدرک پر جرح کی گئی ہے[5] - امام حاکم نے مستدرک میں آدم علیہ السلام کی دعا نبی علیہ السلام کے وسیلے سے قبول ہوئی روایت کیا ہے اور اس کو صحیح کہا ہے حالانکہ ان کی سند میں متکلم فیہ راوی ہے اس پر اپنی کتاب المدخل إلى الصحیح میں خود اس پر جرح بھی کی ہے امام حاکم نے بقلم خود لکھا ہے

عبد الرَّحْمَن بن زيد بن أسلم روى عَن أَبِيه أَحَادِيث مَوْضُوعَة لَا يخفى على من تأملها من أهل الصَّنْعَة أَن الْحمل فِيهَا عَلَيْهِ

عبد الرَّحمٰن بن زید بن اِسلم اپنے باپ سے گھڑی ہوئی روایات روایت کرتا ہے اہل فن میں سے جو بھی اس پر غور کرے اس پر یہ مخفی نہیں ہے

اس کے برعکس امام حاکم مستدرک میں لکھتے ہیں

هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَهُوَ أَوَّلُ حَدِيثٍ ذَكَرْتُهُ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ فِي هَذَا الْكِتَابِ»

یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور یہ پہلی حدیث ہے اس کتاب کی جو میں نے اس کتاب میں عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَیْدِ بْنِ اِسْلَمَ کی سند سے بیان کی ہے

امام الذہبی تلخیص مستدرک میں اس پر لکھتے ہیں

بل موضوع - بلکہ یہ گھڑی ہوئی ہے

بعض محدثین ابن حجر کی رائے میں مستدرک لکھتے وقت ان کی دماغی حالت صحیح نہیں تھی لہذا مستدرک میں حاکم کی تصحیح قبول نہیں کی جاتی[6]

بیہقی دلائل النبوة ومعرفة إحوال صاحب الشریعة میں لکھتے ہیں

تَفَرَّدَ بِهِ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ مِنَ هَذَا الْوَجْهِ عَنْهُ، وَهُوَ ضَعِيفٌ

اس میں عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زَيْدِ بْنِ اِسْلَمَ کا تفرد ہے اس طرق سے اور یہ ضعیف ہے

تاریخ اسلام از الذھبی میں عبد الرحمٰن بن زید کے ترجمہ میں ہے

قال الشّافعيّ: ذكر لمالك حديث منقطع فقال: اذهب إلى عبد الرحمن بن زيد يحدثك عن أبيه، عن نوح عليه السلام. وقال البخاريّ: عبد الرحمن بن زيد ضعّفه عليّ جدًّا.

امام شافعی نے کہا امام مالک نے ایک منقطع روایت بیان کی پھر کہا عبد الرحمان بن زید کے پاس جاو یہ اپنے باپ سے اور وہ نوح علیہ السلام سے روایت کرے گا – امام بخاری نے کہا عبد الرحمان ہمارے نزدیک سخت ضعیف ہے

الذھبی کا تلخیص مستدرک میں اس روایت پر قول ہے کہ یہ موضوع ہے - اگر ایسا ہے تو وہ گھڑنے والا کون ہے ؟ اس کی سند میں اَبُو الْحَارِثِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُسْلِمٍ الْفِهْرِيُّ ہے – الذھبی نے میزان الاعتدال فی نقد الرجال میں کے ترجمہ میں لکھا ہے

روى عن إسماعيل بن مسلمة ابن قعنب، عن عبد الرحمن بن يزيد بن اسلم خبرا باطلا فيه: يا آدم لولا محمد ما خلقتك. رواه البيهقى في دلائل النبوة.

اَبُو الْحَارِثِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُسْلِمٍ الْفِهْرِيُّ یہ إسماعيل بن مسلمة ابن قعنب سے اور وہ عبد الرحمٰن بن يزيد بن اسلم سے باطل خبر روایت کرتا ہے جس میں ہے اے آدم اگر محمد نہ ہوتے تو اپ کو خلق نہ کرتا – اس کو بیہقی نے دلائل النبوہ میں روایت کیا ہے

ابن حجر نے لسان المیزان میں اس قول کو قبول نہیں کیا –

قلت: لا أستبعد أن يكون هو الذي قبله فإنه من طبقته.

ابن حجر نے کہا میں کہتا ہوں یہ مشکل ہے کیونکہ یہ (اَبُو الْحَارِثِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُسْلِمٍ الْفِهْرِيُّ) ان کے طبقہ کا ہے

محقق عَبد الله بن حمد اللحَيدَان کتاب مختصَر استدراك الحافِظ الذّهبي على مُستدرَك أبي عبد اللهِ الحَاكم المؤلف: ابن الملقن سراج الدين أبو حفص عمر بن علي بن أحمد الشافعي المصري (المتوفى: 804ھ) کی تعلیق میں لکھتے ہیں

قلتّ: والذی قبلہ ہو عبد اللہ بن مسلم بن رشید. وذکرہ ابن حبان متہماً بوضع الحدیث
میں عَبد اللہ بن حمد اللحَیدَان کہتا ہوں اس روایت کے پیچھے عبد اللہ بن مسلم بن رشید ہے جس کا ذکر ابن حبان نے حدیث گھڑنے کے حوالے سے کیا ہے

راقم کہتا ہے لیکن اس روایت میں عبد اللہ بن مسلم کا تفرد نہیں ہے - کتاب الروض الدانی (المعجم الصغیر) از الطبرانی (المتوفی: 360ھ) میں ہے
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ بْنِ أَسْلَمَ الصَّدَفِيُّ الْمِصْرِيُّ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْمَدَنِيُّ الْفِهْرِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَسْمَاعِيلَ الْمَدَنِيُّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: لَمَّا أَذْنَبَ آدَمُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الذَّنْبَ الَّذِي أَذْنَبَهُ رَفَعَ رَأْسَهُ أَلَى الْعَرْشِ , فَقَالَ: أَسْأَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ أَلَّا غَفَرْتَ لِي , فَأَوْحَى اللَّهُ أَلَيْهِ , «وَمَا مُحَمَّدٌ وَمَنْ مُحَمَّدٌ؟» فَقَالَ: تَبَارَكَ اسْمُكَ، لَمَّا خَلَقْتَنِي رَفَعْتُ رَأْسِي أَلَى عَرْشِكَ، فَأَذَا فِيهِ مَكْتُوبٌ: لَا أَلَهَ أَلَّا اللَّهُ , مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ، لَا أَلَهَ أَلَّا اللَّهُ , مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ، فَعَلِمْتُ أَنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ أَعْظَمَ عِنْدَكَ قَدْرًا مِمَّنْ جَعَلْتَ اسْمَهُ مَعَ اسْمِكَ , فَأَوْحَى اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ أَلَيْهِ: «يَا آدَمُ , أَنَّهُ آخِرُ النَّبِيِّينَ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ , وَأَنَّ أُمَّتَهُ آخِرُ الْأُمَمِ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ , وَلَوْلَاهُ يَا آدَمُ مَا خَلَقْتُكَ» لَا يُرْوَى عَنْ عُمَرَ أَلَّا بِهَذَا الْأَسْنَادِ تَفَرَّدَ بِهِ أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ

المعجم الأوسط از طبرانی میں ہے
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ، ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْفِهْرِيُّ، ثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَسْمَاعِيلَ الْمَدَنِيُّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَمَّا أَذْنَبَ آدَمُ الَّذِي أَذْنَبَهُ، رَفَعَ رَأْسَهُ أَلَى الْعَرْشِ، فَقَالَ: أَسْأَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ أَلَّا غَفَرْتَ لِي، فَأَوْحَى اللَّهُ أَلَيْهِ: وَمَا مُحَمَّدٍ؟ وَمَنْ مُحَمَّدٍ؟ فَقَالَ: تَبَارَكَ اسْمُكَ، لَمَّا خَلَقْتَنِي رَفَعْتُ رَأْسِي [ص:314] أَلَى عَرْشِكَ، فَأَذَا فِيهِ مَكْتُوبٌ: لَا أَلَهَ أَلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ، فَعَلِمْتُ أَنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ أَعْظَمَ عِنْدَكَ قَدْرًا مِمَّنْ جَعَلْتَ اسْمَهُ مَعَ اسْمِكَ، فَأَوْحَى اللَّهُ أَلَيْهِ: يَا آدَمُ أَنَّهُ آخِرُ النَّبِيِّينَ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ، وَأَنَّ أُمَّتَهُ آخِرُ الْأُمَمِ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ، وَلَوْلَا هُوَ يَا آدَمُ مَا خَلَقْتُكَ»
لَمْ يَرْوِ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ أَلَّا ابْنُهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ، وَلَا عَنِ ابْنِهِ أَلَّا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَسْمَاعِيلَ الْمَدَنِيُّ، وَلَا يُرْوَى عَنْ عُمَرَ أَلَّا بِهَذَا الْأَسْنَادِ "
طبرانی کہتے ہے اس حدیث کو زید بن اسلم سے صرف ان کا بیٹا عبد الرحمان روایت کرتا ہے اور اس سے عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْمَدَنِيُّ، روایت کرتا ہے
راقم کہتا ہے اس روایت میں عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ ہی ہے جو منکرات نقل کرتا ہے - اس کی

طرف اشارہ امام حاکم نے (صحیح دماغی حالت میں) مستدرک تالیف کرنے سے پہلے کتاب المدخل میں دیا تھا -

عبد الرَّحْمَن بن زيد بن أسلم روى عَن أَبِيه أَحَادِيث مَوْضُوعَة لَا يخفى على من تأملها من أهل الصَّنْعَة أَن الْحمل فِيهَا عَلَيْهِ

عبد الرّحمٰن بن زید بن اسلم اپنے باپ سے گھڑی ہوئی روایات روایت کرتا ہے اہل فن میں جو بھی اس پر غور کرے اس پر یہ مخفی نہیں ہے

امام حاکم نے ایک موضوع روایت کو صحیح کا درجہ دے دیا - دوسری طرف معرفة علوم الحديث میں امام حاکم (م ۴۰۵ھ) نے لکھا تھا

لو لا اسناد و طلب هذه الطّافة له، و كثرة مواظبتهم على حفظه لدرس منارالاسلام، ولتمكّن ا هل الالحادوالبدع فيه بوضع الحديث، وقلب الا سايد،فانّ الاخبار اذا تعرت عن و جود الأسانيد فيها كانت بُترا....

اگر سند نہ ہوتی اور محدثین کا یہ گروہ اس کو حاصل نہ کرتااور اس کی حفاظت پر تسلسل نہ رکھتا تو اسلام کا مینار منہدم ہوجاتا اور ملحد و بدعتی لوگ حدیث کو گھڑنے اور سندوں کو بدلنے پر قادر ہو جاتے۔ احادیث جب سندوں کے وجود سے عاری ہو جائیں تو ادھوری اور بے فیض ہوجاتی ہیں۔

اسی کتاب میں یہ بھی لکھا

سمعت الشيح أ بابكرأحمد بن اسحاق الفقيه، و هو يناظررجلا فقال الشيخ: حدثيافلان، فقال له الرجل: دعنا من حدثياالى متى حديثا، فقال له الشيخ:قم يا كافر!ولا يحل لک ان تدخل دارى بعد هذا، ثم التفت الينا، فقال:ماقلت قط لاحد لا تدخل دارى الا لهٰذا۔۔۔

میں نے شیخ ابوبکر احمد بن اسحاق فقیہ کو ایک آدمی سے مناظرہ کرتے ہوئے سنا، شیخ نے سند پڑھی تو اس آدمی نے کہا، سند کو چھوڑو، اس پر شیخ نے کہا، اے کافر! کھڑاہوجا، تیرے لیے اب کے بعد میرے گھر میں داخل ہونے کی اجازت نہیں، پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا، میں نے اس آدمی کے سوا کبھی کسی کو اپنے گھر میں داخل ہونے سے منع نہیں کیا۔

افسوس امام حاکم اس دماغی حالت میں اس درجہ پر آ گئے کہ اس حدیث کو صحیح کہنے لگے اور امت کی اکثریت نے ان کی اس تصحیح کو قبول کیا اور اسی کی بنیاد پر دعا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کا وسیلہ لیا جاتا ہے -

علوم الحديث ومصطلحه – عرضٌ ودراسة از دکتور صبحي إبراهيم الصالح (المتوفى: 1407هـ) کے مطابق ایسی حدیث جو خلاف عقل ہوں رد کی گئی ہیں

أن يكون المروي مخالفًا للعقل أو الحس والمشاهدة، غير قابل للتأويل (2). قِيلَ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدٍ: حَدَّثَكَ أَبُوكَ عَنْ جَدِّكَ أَنّ رَسُولَ الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ سَفِينَةَ نُوحٍ طَافَتْ بِالْبَيْتِ سَبْعًا وَصَلَّتْ خَلْفَ المَقَامِ رَكْعَتَيْنِ؟ قَالَ: نَعَمْ. (3). وواضع هذا الخبر، عبد الرحمن بن زيد بن أسلم، مشهور بكذبه وافترائه، ففي " التهذيب " نقلاً عن الإمام الشافعي: «ذَكَرَ رَجُلٌ لِمَالِكٍ حَدِيثًا، مُنْقَطِعًا، فَقَالَ: اذْهَبْ إِلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدٍ يُحَدِّثْكَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ نُوحٍ!

اگر حدیث خلاف عقل ہو تو رد ہو گی اس کی مثال ہے کہ عبد الرحمان بن زید نے اپنے باپ سے پھر دادا سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نوح کی کشتی نے کعبہ کا طواف کیا

راقم کہتا ہے یہ صحیح بات ہے کہ عبد الرحمان بن زید اپنے باپ سے منکرات نقل کرتا ہے

روایت کا متن منکر ہے

اس روایت کا متن منکر ہے

روایت کے مطابق نعوذ باللہ اللہ تعالی اس سے لا علم تھے کہ آدم کو محمد نام معلوم ہو چکا ہے-

اللہ تعالی علیم و خبیر ہیں ان کو ہر چیز کا علم ہے – سورہ بقرہ میں ہے کہ آدم کو سجود ملائکہ سے قبل تمام اسماء سکھا دیے گئے – ظاہر ہے آدم کی نسل میں آنے والے تمام نام آدم علیہ السلام کے ذہن میں آ گئے جن میں نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی شامل ہے

آدم علیہ السلام نے جو دعا کی اس کے الفاظ بھی قرآن میں سورہ الاعراف میں موجود ہیں

قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿23﴾

اے ہمارے رب ! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اب اگر تو ہم کو نہ بخشے گا اور ہم پر رحم نہ کرے گا تو ہم خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔

یہ الفاظ بھی اللہ تعالی نے سکھائے تھے - سورہ بقرہ میں ہے

فَتَلَقَّى آدَمُ مِنْ رَبِّهِ كَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ

پھر سیکھ لئے آدم نے اپنے رب سے کچھ کلمات ، تو اللہ نے اس کی توبہ قبول کی، بیشک وہی ہے بہت

توبہ قبول کرنے والا مہربان۔

یعنی کلمات اللہ تعالی نے سکھائے جبکہ روایت کے مطابق آدم کو خود سوجھا کہ نام محمد کا استعمال کیا جائے

ایک اور روایت

کتاب مجموعة الرسائل والمسائل از ابن تیمیۃ الحرانی (المتوفی : 728ھ) میں ایک روایت ہے

وقد رواه أبو الحسن بن بشر أن من طريق الشيخ أبي الفرج بن الجوزي في (الوفا، بفضائل المصطفى) صلى الله عليه وسلم: حدثنا أبو جعفر مُحَمَّد بن عمرو حدثنا أحمد بن إسحاق بن صالح ثنا مُحَمَّد بن صالح ثنا مُحَمَّد بنا سنان العوفي ثنا إبراهيم بن طهمان عن يزيد بن ميسرة عن عبد الله ابن سفيان عن ميسرة قال قلت: يا رسول الله، متى كنت نبيا ؟ قال " لما خلق الله الأرض واستوى إلى السماء فسواهن سبع سموات وخلق العرش وكتب على ساق العرش مُحَمَّد رسول الله خاتم الأنبياء وخلق الله الجنة التي أسكنها آدم وحواء فكتب اسمي على الأبواب والأوراق والقباب والخيام وآدم بين الروح والجسد، فلما أحياه الله تعالى نظر إلى العرش فرأى اسمي فأخبره الله أنه سيد ولدك، فلما غرهما الشيطان تابا واستشفعا باسمي إليه

میسرہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کب نبی تھے؟ فرمایا، جب اللہ تعالیٰ نے زمین کی تخلیق فرمائی پھر آسمان کی طرف استواء فرمایا اور سات آسمان بنائے اور عرش پیدا فرمایا اور عرش کے پائے پر لکھا محمد رسوالله خاتم الانبیاء اور جنت بنائی جس مین لدم اور حوا علیہا السلام کو ٹھہرایا، پھر (جنت کے) دروازوں ، پتوں، قبوں اور خیموں پر میرا نام مکتوب فرمایا۔ اس وقت لدم روح و جسد کے درمیان تھے پھر ان میں روح ڈالی تو انہوں نے عرش کی طرف نظر اٹھائی چنانچہ اس پر میرا نام لکھا دیکھا۔ اللہ تعالیٰ نے انکو خبر دی یہ تیری اولاد کا سردار ہے پھر جب شیطان نے ان (لدم علیہ السلام) کو دھوکا دیا تو انہوں نے توبہ کی اور میرے نام سے بارگاہ الہی میں شفاعت طلب کی

تبصرہ

یَزِید بْن مَیَسَرَةَ بْن حَلبَس پر متقدمین محدثین کا نہ کلمہ جرح ہے نہ تعدیل ہے۔ اسی طرح عبد اللہ ابن سفیان بھی مجہول ہے

ابن تیمیہ کا فتاوی مجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشريف، المدينة النبوية، المملكة العربية السعودية اور مجموعة الرسائل والمسائل لجنة التراث العربي بيروت **دو الگ الگ مقام سے چھپا ہے- دونوں میں سند میں یہاں عبد اللہ بن سفیان درج ہے- بریلوی فرقہ نے اپنی طرف سے یہاں عبد اللہ ابن سفیان کی جگہ عبد اللہ بن شقیق کو فٹ کر دیا ہے جبکہ ابن تیمیہ نے سند میں عبد اللہ ابن سفیان لکھا ہے**

ایک بریلوی عالم کی شرح[7]

ایک بریلوی عالم نے کہا :

سورۃ آل عمران میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا :

وَإِذْ أَخَذَ اللّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّيْنَ لَمَا آتَيْتُكُم مِّن كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَى ذَلِكُمْ إِصْرِي قَالُواْ أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُواْ وَأَنَاْ مَعَكُم مِّنَ الشَّاهِدِينَo (آل عمران، 3 : 81)

اور (اے محبوب! وہ وقت یاد کریں) جب اللہ نے انبیاء سے پختہ عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب اور حکمت عطا کر دوں پھر تمہارے پاس وہ (سب پر عظمت والا) رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تشریف لائے جو ان کتابوں کی تصدیق فرمانے والا ہو جو تمہارے ساتھ ہوں گی تو ضرور بالضرور ان پر ایمان لاؤ گے اور ضرور بالضرور ان کی مدد کرو گے، فرمایا: کیا تم نے اِقرار کیا اور اس (شرط) پر میرا بھاری عہد مضبوطی سے تھام لیا؟ سب نے عرض کیا: ہم نے اِقرار کر لیا، فرمایا کہ تم گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوںo

اس آیت مبارکہ میں جو عہد اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کرام سے لیا وہ عالم ارواح میں لیا۔ تو ثابت ہوا کہ تمام انبیاء کرام کو دنیا میں آنے سے پہلے ہی عالم ارواح میں پتہ چل گیا تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی سب سے بہتر اور افضل ذات ہیں، سو آدم علیہ السلام جب دنیا میں تشریف لائے تو ان سے جو خطا سرزد ہوئی تھی اس پر انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وسیلہ پیش کیا۔

راقم کہتا ہے کہ عالم کے اس قول سے تو ثابت ہوا کہ عالم ازل میں ہی آدم علیہ السلام کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا علم ہو چکا تھا تو پھر اس روایت میں یہ کیوں ہے کہ اللہ تعالی نے فرمایا : اے آدم تجھ کو کیسے محمد کا علم ہوا اور میں نے تو اس کو خلق نہیں کیا ؟

بریلوی عالم نے آیت کا مفہوم بھی بدلا ہے –آیات میں تمام انبیاء و رسل سے عہد کا ذکر ہے کہ ایک دوسرے کی مدد کریں نہ کہ تمام مل کر صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کریں

روایت میں یہ بھی ہے کہ عرش کے پائے پر لکھا دیکھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

راقم کہتا ہے عرش کو مسلسل فرشتوں نے اٹھایا ہوا ہے – پایہ تو اس چیز کا ہوتا ہے جس کو کہیں رکھا جائے

متابعت بلا سند ہے !

کتاب الدر المنثور از عبد الرحمن بن أبي بکر، جلال الدین السیوطی (المتوفی: 911ھ) میں ہے کہ

وَأخرج ابْن الْمُنْذر عَن مُحَمَّد بن عَليّ بن الْحُسَيْن بن أبي طَالب قَالَ: لما أصَاب آدم الْخَطِيئَة عظم كربه وَاشْتَدَّ ندمه جَاءَهُ جِبْرِيل فَقَالَ: يَا آدم هَل أدلك على بَاب توبتك الَّذِي يَتُوب الله عَلَيْك مِنْهُ قَالَ: بلَى يَا جِبْرِيل قَالَ: قُم فِي مقامك الَّذِي تناجي فِيهِ ربّك فمجده وامدح فَلَيْسَ شَيْء أحب إِلَى الله من الْمَدْح قَالَ: فَأَقُول مَاذَا يَا جِبْرِيل قَالَ: فَقل لَا إِلَه إِلَّا الله وَحده لَا شريك لَهُ لَهُ الْملك وَله الْحَمد يحيي وَيُمِيت وَهُوَ حَيّ لَا يَمُوت بِيَدِهِ الْخَيْر كُله وَهُوَ على كل شَيْء قدير ثمَّ تبوء بخطيئتك فَتَقول: سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِك لَا إِلَه إِلَّا أَنْت رب إِنِّي ظلمت نَفسِي وعملت السوء فَاغْفِر لي إِنَّه لَا يغْفر الذُّنُوب إِلَّا أَنْت الله إِنِّي أسأَلك بجاه مُحَمَّد عَبدك وكرامته عَلَيْك أَن تغْفر لي خطيئتي قَالَ: فَفعل آدم فَقَالَ الله: يَا آدم من علمك هَذَا فَقَالَ: يَا رب إِنَّك لما نفخت فيّ الرّوح فَقُمْت بشرا سوياً أسمع وَأبْصر وأعقل وَأنْظر رَأَيْت على سَاق عرشك مَكْتُوبًا بِسم الله الرَّحْمَن الرَّحِيم لَا إِلَه إِلَّا الله وَحده لَا شريك لَهُ مُحَمَّد رَسُول الله فَلَمَّا لم أر أثر اسْمك اسْم ملك مقرب وَلَا نَبِي مُرْسل غير اسْمه علمت أَنه أكْرم خلقك عَلَيْك - قَالَ: صدقت وَقد تبت عَلَيْك وغفرت لَك خطيئتك قَالَ: فَحَمدَ آدم ربه وشكره وَانْصَرف بأعظم سرُور وَلم يْنصَرف بِهِ عبد من عِنْد ربه

ابن منذر نے مُحَمَّد بن عَليّ بن الْحُسَيْن بن أبي طَالب سے روایت کیا ہے کہ جب آدم سے غلطی ہوئی ان کو شدید الم و کرب ہوا اور ندامت — پس جبریل آئے انہوں نے کہا کیا میں تم توبہ کا دروازہ کی خبر کروں جہاں اللہ تمہاری توبہ قبول کرے؟ آدم نے کہا بالکل جبریل۔ جبریل نے کہا اٹھو ... جبریل نے سکھایا:

لَا إِلَه إِلَّا الله وحده لَا شريك لَہ لَہ الْملك وله الْحَمد يحيي وَيُمِيت وَہُوَ حَيّ لَا يَمُوت بِيَدِهِ الْخَيْر كُله وَہُوَ على كل شَيْء قدير

تو تمہاری مغفرت ہو گی ۔ آدم نے (لیکن نے الفاظ بدل دیے اور) بولے :

سُبْحَانَك اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِك لَا إِلَه إِلَّا أَنْت رب إِنِّي ظلمت نَفسِي وعملت السوء فَاغْفِر لي إِنَّه لَا يغْفر الذُّنُوب إِلَّا أَنْت الله إِنِّي أسألك بجاه مُحَمَّد عَبدك وكرامته عَلَيْك أَن تغْفر لي خطيئتي ...

اے اللہ میں تجھ سے محمد کی عزت کے واسطہ سے سوال کرتا ہوں میری مغفرت کر۔

اللہ نے پوچھا آدم تجھ کو کس نے یہ خبر دی ؟ آدم نے کہا ... جب مجھ میں روح پھونکی گئی میں نے سر اٹھایا تو عرش کے پایوں پر لکھا دیکھا بِسم اللہ الرّحمٰن الرّحِیم لَا إِلَہَ إِلَّا اللہ وحدہ لَا شریک لہٗ مُحَمَّد رَسُول اللہ...

اس روایت کی سند نہیں مل سکی ۔البتہ یہ مفسرین نے نقل کی ہے - یہ روایت بجاہ محمد کے الفاظ کے ساتھ ہے اور مستدرک حاکم والی میں بحق محمد کے الفاظ ہیں

بریلوی علماء کا صحت حدیث پر غلط حکم

بریلوی علماء کہتے ہیں یہ روایت حسن درجے کی ہے اس کا متن خلاف شرع اور توحید کے خلاف نہیں ہے – جبکہ اوپر دلائل دیے گئے ہیں کہ یہ روایت منکر المتن ہے - روایت کو جو ضعیف کہتے ہیں ان کے نزدیک ایسی حدیث فضائل میں لی جاتی ہے اور اس روایت سے رسول اللہ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے – اور چونکہ علماء نے اس کو بیان کیا ہے اور جرح نہیں کی یہ دلیل ہے کہ یہ حدیث حسن ہے اس کو قبول کیا جائے گا

راقم کہتا ہے فقہ میں عمل میں ضعیف کو حسن کہا گیا ہے اور فضائل میں بھی ضعیف کو پیش کیا جاتا ہے لیکن اس سے دلیل نہیں بنتی کہ اس سے عقائد کا اثبات کیا جائے وہ بھی تب جب اس کو شرک بھی کہا گیا ہو

اہل تشیع کا اپنے مذہب میں اضافہ کرنا

تفسیر امام عسکری میں ہے

قال عليه السلام: فلما زلت من آدم الخطيئة، واعتذر إلى ربه عزوجل، قال(1): يا رب تب علي، واقبل معذرتي، وأعدني إلى مرتبتي، وارفع لديك درجتي فلقد تبين نقص(2) الخطيئة وذلها في أعضائي وسائر بدني. قال الله تعالى: يا آدم أما تذكر أمري إياك بأن تدعوني بمحمد وآله الطيبين عند شدائدك ودواهيك، وفي النوازل [التي](3) تبهظك؟ قال آدم: يارب بلى. قال الله عزوجل(له: فتوسل بمحمد)(4) وعلي وفاطمة والحسن والحسين صلوات الله عليهم خصوصا، فادعني أجبك إلى ملتمسك، وأزدك فوق مرادك. فقال آدم: يارب، يا إلهي وقد بلغ عندك من محلهم أنك بالتوسل [إليك] بهم تقبل توبتي وتغفر خطيئتي، وأنا الذي أسجدت له ملائكتك، وأبحته(5) جنتك وزوجته حواء أمتك، وأخدمته كرام ملائكتك! قال الله تعالى: يا آدم إنما أمرت الملائكة بتعظيمك [و] بالسجود [لك] إذ كنت وعاء ا لهذه الانوار، ولو كنت سألتني بهم قبل خطيئتك أن أعصمك منها، وأن أفطنك لدواعي عدوك إبليس حتى تحترز منه لكنت قد جعلت(6) ذلك. ولكن المعلوم في سابق علمي يجري موافقا لعلمي، فالآن فبهم فادعني لاجبك. فذلك قوله عزوجل: (فتلقى آدم من ربه كلمات فتاب عليه إنه هو التواب الرحيم)

الامام ابی محمد الحسن بن علی العسکری علیہم السلام[8] نے کہا جب آدم سے غلطی ہو گئی انہوں نے اللہ کو عذر پیش کیا کہا اے رب مجھے معاف کر اور میری معذرت قبول کر اور میرے مرتبہ کو بلند کر اور درجہ رفع کر ... اللہ نے فرمایا اے آدم اگر مجھ کو یاد کرنا ہے تو میں حکم کرتا ہوں مجھ کو محمد اور ان کی پاک ال سے پکار... پس محمد کا وسیلہ لے اور علی کا فاطمہ کا حسن کا حسین کا ان پر اللہ کا خصوصی رحم ہے

علی رضی اللہ عنہ نے اپنی ذات کے وسیلہ کا حکم نہیں کیا تھا لیکن اس تفسیر میں حسن عسکری سے عقیدہ منسوب کیا گیا کہ آدم علیہ السلام نے پنجتن پاک کے ناموں کا وسیلہ لیا ــ اس تفسیر کی سند میں قمی ہیں جو یہ بد عقیدہ رکھتے تھے کہ ناموں کا وسیلہ لیا جا سکتا ہے اس اس کو امام حسن سے منسوب کر دیا[9]

یہ قول کہ آیت (اتقوا الله وابتغوا اليه الوسيلة) میں وسیلہ سے مراد شخصی وسیلہ ہے یہ اہل تشیع نے بیان کیا اور تفسیر قمی میں ہے

فقال تقربوا اليه بالامام

امام کے ذریعہ قربت حاصل کرو

اس کے برعکس علی رضی اللہ عنہ سے منسوب الکافی کی روایت ہے جس کو خطبہ الوسیلہ کہا جاتا ہے اس میں صریحا لکھا ہے کہ علی نے کہا

أيها الناس إن الله تعالى وعد نبيه محمدا صلى الله عليه وآله الوسيلة ووعده الحق ولن يخلف الله وعده، ألا وإن الوسيلة على درج الجنة

اے لوگوں اللہ تعالی نے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ و الہ سے الوسیلہ کا وعدہ کیا ہے اس کا وعدہ سچا ہے خبردار وسیلہ جنت کا درجہ ہے

کتاب نہج البلاغہ میں علی سے منسوب خطبہ ہے

أَنَّ أفضلَ ما توسلَ بِهِ المتوسلون أَلى الله سبحانه وتعالى، الأيمان بِهِ وَبِرَسُولِهِ، والجهادُ في سبيله، وأقام الصلاة، وإيتاء الزكاة، وَصومُ شهرِ رمضان، وَحج البيت واعتمارُه، وَصلة الرحم، وصدقة السّر، وصدقة العلانية

سب سے افضل توسل الی اللہ یہ ہے اس کے رسول پر ایمان لایا جائے اور اس کی راہ میں جہاد کیا جائے اور نماز قائم کی جائے اور زکاۃ دی جائے اور رمضان کے روزے رکھے جائیں اور حج بیت اللہ کیا جائے اور اس کا اعتمارہ کیا جائے (یعنی نظم و نسق) اور رشتہ داروں سے صلہ رحمی کی جائے اور چھپ کر صدقہ کیا جائے اور اعلانیہ بھی

اس میں وہ تمام نیکیاں آ گئیں جو معروف ہیں – علی نے اپنی ذات کے وسیلہ کا حکم نہیں کیا-

لیکن بعض شیعہ اور اہل سنت نے وسیلہ کو جائز قرار دے دیا ہے کہ الإمام یا نبی کی ذات کا وسیلہ لیا جا سکتا ہے

أشهد أن عليا ولي الله

اپنی خلافت کے دوران نہ علی نے نہ حسن نے اذان میں أشهد أن عليا ولي الله اضافہ کیا -اب ہم صرف شیعہ کتب کے حوالہ سے بات کریں گے

شیعہ فقہ کی کتاب من لا یحضرہ الفقیہ از الصدوق المتوفی سنۃ 381 میں اذان ہے

أنه " حكى لهما الاذان فقال
الله أكبر، الله أكبر، الله أكبر الله أكبر
أشهد أن لا إله إلا الله، أشهد أن لا إله إلا الله
أشهد أن محمدا رسول الله، أشهد أن محمدا رسول الله
حي على الصلاة، حي على الصلاة
حي على الفلاح، حي على الفلاح
حي على خير العمل، حي على خير العمل
الله أكبر، الله أكبر، لا إله إلا الله، لا إله إلا الله، والاقامة كذلك

شیعہ کہتے ہیں کہ نماز کی طرح اذان بھی شب معراج میں ملی -مستدرك الوسائل میرزا حسین النوری الطبرسی المتوفی 231 میں ہے کہ تفسیر علی بن إبراهيم میں ہے

علي بن إبراهيم فى تفسيره :عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن هشام بن سالم ، عن الصادق (عليه السلام)، قال :((قال النبي (صلى الله عليه و آله): لما اسري بي و انتهيت إلى سدرة المنتهى -إلى أن قال-: فإذا ملك يؤذن ، لم ير فى السماء قبل تلك الليلة :فقال :الله أكبر الله أكبر ، فقال الله :صدق عبدي أنا أكبر فقال :أشهد أن لاإله إلاالله أشهد أن لاإله إلاالله ، فقال الله تعالى :صدق عبدي انا الله لاإله غيري ، فقال :أشهد أن محمدا رسول الله أشهد أن محمدا رسول الله فقال الله :صدق عبدي إن محمدا عبدي ، و رسولي أنا بعثته و انتجبته ، فقال :حى على الصلاة حى على الصلاة ، فقال :صدق عبدي دعا إلى فريضتي فمن مشى إليها راغبا فيها محتسبا كانت (1) كفارة لما مضى من ذنوبه ،فقال :حي على الفلاح

[حي على الفلاح](2) ، فقال الله :هی الصلاح ، و النجاح ، و الفلاح ، ثم اممت الملائكة في السماء ، كما اممت الأنبياء فی بیت المقدس))

امام جعفر نے ذکر کیا کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی اور سدرہ المنتہی پر پہنچے تو ایک فرشتے نے اذان دی اس کو آسمان پر اس سے قبل نہ دیکھا گیا تھا پس

فرشتے نے کہا الله أكبر الله أكبر

اللہ تعالی نے فرمایا سچ کہا میرے بندے نے میں اکبر ہوں

فرشتے نے کہا :أشهد أن لاإله إلاالله أشهد أن لاإله إلاالله

اللہ تعالی نے فرمایا سچ کہا بندے نے میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی الہ نہیں

فرشتے نے کہا :أشهد أن محمدا رسول الله أشهد أن محمدا رسول الله

اللہ تعالی نے فرمایا سچ کہا میرے بندے نے کہ محمد میرا بندہ و رسول ہے اس کو میں نے بھیجا ہے

فرشتے نے کہا حی علی الصلاۃ حی علی الصلاۃ

اللہ تعالی نے فرمایا سچ کہا بندے نے یہ میرے فریضہ کی پکار ہے جو اس کی طرف چلا رغبت سے تو اس نے احتساب کیا پس یہ کفارہ ہوا جو اس نے پچھلے گناہ کیے

فرشتے نے کہا حي على الفلاح حي على الفلاح

اللہ تعالی نے فرمایا یہ اصلاح و نجات و فلاح ہے

اس اذان میں سرے سے شہادت امیر المومنین کا ذکر نہیں ہے نہ حی علی خیر العمل کا ذکر ہے لیکن بہت صدیوں بعد شیعوں نے اذان میں أشهد أن عليا ولي الله کا اضافہ کر دیا – کہا جاتا تھا کہ یہ اضافہ ایک غالی بدعت ہے لیکن متاخرین نے اس قول کو چھپا کر اس اذان کی توجیہات کی ہیں

أشهد أن عليا ولي الله اذان میں نہیں ہے

صراط النجاۃ از استفتاءات الخوئی – تعلیقۃ و ملحق لآیۃ اللہ العظمی التبریزی ناشر : دفتر نشر برگزیدہ میں ہے

س 994: متى أدخلت ((أشهد أن عليا ولي الله)) الى الاذان والاقامة، وهل وردت رواية من المعصوم باستحبابها؟ الخوئي: الرواية واردة باستحباب الشهادة بالولاية له (ع) متى شهد بالنبوة، لا في خصوص الاذان والاقامة، ولذا لا نعدها جزءا منهما

الخوئی سے سوال ہوا : اذان میں کب سے ((اِشہد اِن علیا ولی اللہ)) کو داخل کیا گیا اور کیا یہ امام معصوم سے روایت ہوا ؟ الخوئی نے کہا ((اِشہد اِن علیا ولی اللہ)) یہ اذان و اقامت میں خاص نہیں ہے اور اسی بنا پر ہم ان کو اذان میں شمار نہیں کرتے

شیعہ علماء قدماء کا قول : یہ اضافہ غالیوں نے کیا ہے

شیعہ اذان میں اضافہ مفوضہ فرقے نے کیا جو یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ اللہ تعالی نے نظم کائنات علی کو تفویض کر دیا ہے- بحار الانوار از باقر مجلسی میں ہے

والمفوضة لعنهم الله قد وضعوا أخبارا وزادوا في
الاذان محمد وآل محمد خير البرية مرتين، وفي بعض رواياتهم بعد أشهد أن محمدا رسول
الله، أشهد أن عليا ولي الله مرتين، ومنهم من روى بدل ذلك أشهد أن عليا أمير
المؤمنين حقا مرتين، ولا شك في أن عليا ولي الله، وأنه أمير المؤمنين حقا، وأن
محمدا وآله صلوات الله عليهم خير البرية، ولكن ذلك ليس في أصل الاذان، وإنما ذكرت
ذلك ليعرف بهذه الزيادة المتهمون بالتفويض، المدلسون أنفسهم في جملتنا انتهى،

المفوضة پر اللہ کی لعنت ہو جنھوں نے روایات گھڑیں اور اذان میں اِشہد اِن علیا ولی اللہ کا دوبار اضافہ کیا اور ان میں سے بعض نے اِشہد اِن علیا اِمیر المؤمنین حقا کا دوبار اضافہ کیا – اس میں کوئی شک نہیں کہ علی ولی اللہ ہیں اور امیر المومنین حق پر تھے .... لیکن یہ کلمات اصلا اذان میں نہ تھے اور اس اضافہ کا ہم نے ذکر کیا کہ جان لو کہ یہ ان کا ہے جن پر تفویض کا الزام ہے

وسائل الشیعۃ میں ہے

وقال الصدوق بعدما ذكر حديث أبي بكر الحضرمي وكليب الأسدي : هذا هو الأذان الصحيح لا يزاد فيه ولا ينقص منه ، والمفوضة لعنهم الله قد وضعوا أخباراً وزادوا بها في الأذان محمد وآل محمد خير البرية

مرتين ، وفي بعض رواياتهم بعد أشهد أن محمداً رسول الله : أشهد أن علياً ولي الله مرتين ، ومنهم من روى بدل ذلك : أشهد أن علياً أميرالمؤمنين حقاً مرتين ، ولا شك أن علياً ولي الله وأنه أميرالمؤمنين حقاً وأن محمداً وآله خير البرية ، ولكن ذلك ليس في أصل الأذان ، وانما ذكرت ذلك ليعرف بهذه الزيادة

صدوق نے حدیث إبي بكر الحضرمي وكليب الأسدي کا ذکر کرنے کے بعد کہا یہ اذان صحیح ہے ... پھر کہا المفوضة پر اللہ کی لعنت ہو جنہوں نے روایات گھڑیں اور اذان میں إشهد إن عليا ولی اللہ کا دوبار اضافہ کیا اور ان میں سے بعض نے إشهد إن عليا إمير المؤمنين حقا کا دوبار اضافہ کیا – اس میں کوئی شک نہیں کہ علی ولی اللہ ہیں اور امیر المومنین حق پر تھے .... لیکن یہ کلمات اصلا اذان میں نہ تھے اور اس اضافہ کا ہم نے ذکر کیا کہ جان لو کہ یہ ان کا ہے جن پر تفویض کا الزام ہے

من لا يحضره الفقيه میں ہے

أنه " حكى لهما الاذان فقال: الله أكبر، الله أكبر، الله أكبر أكبر، أشهد أن لا إله إلا الله، أشهد أن لا إله إلا الله، أشهد أن محمدا رسول الله، أشهد أن محمدا رسول الله، حي على الصلاة، حي على الصلاة، حي على الفلاح، حي على الفلاح، حي على خير العمل، حي على خير العمل، الله أكبر، الله أكبر، لا إله إلا الله، لا إله إلا الله، والاقامة كذلك"(1).

ولا بأس أن يقال في صلاة الغداة على أثر حي على خير العمل " الصلاة خير من النوم " مرتين للتقية.

وقال مصنف هذا الكتاب رحمه الله: هذا هو الاذان الصحيح لا يزاد فيه ولا ينقص منه، والمفوضة لعنهم الله قد وضعوا أخبارا وزادوا في الاذان " محمد وآل محمد خير البرية " مرتين، وفي بعض رواياتهم بعد أشهد أن محمدا رسول الله " أشهد أن عليا ولي الله " مرتين، ومنهم من روى بدل ذلك " أشهد أن عليا أمير المؤمنين حقا " مرتين ولا شك في أن عليا ولي الله وأنه أمير المؤمنين حقا وأن محمدا وآله صلوات الله عليهم خير البرية، ولكن ليس ذلك في أصل الاذان، وإنما ذكرت ذلك ليعرف بهذه

شیعہ کتب میں المفوضة کا مطلب اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ ان کے نزدیک اللہ نے کائنات کا نظم پہلے نبی علیہ السلام کو دیا پھر علی کو دے دیا-

کلیات فی علم الرجال میں ہے

التفويض ومعانيه إن الفرقة المعروفة بالغلو هي فرقة المفوضة، غير أنه يجب تحقيق معناها حتى يتبين الصحيح عن الزائف فنقول: إن التفويض يفسر بوجوه: الاول: تفويض خلقة العالم إلى النبي والائمة عليهم

السلام وأنهم هم الخالقون والرازقون والمدبرون للعالم.

التفویض سے مراد معروف فرقہ ہے جو غالی ہے ... ان کی تفسیر ہے کہ خلقت کو نبی و ائمہ کو سونپ دیا گیا ہے اور وہ ہی خلق کرتے ہیں رزق دیتے ہیں عالم کی تدبیر کرتے ہیں

معجم مصطلحات الرجال والدراية تصحيح الاعتقاد (مصنفات الشيخ المفيد، ج 5) ص ۱۳۳ - ۱۳۴ میں ہے

قوم زعموا أنّ اللّه تعالى خلق محمّدا، ثمّ فوّض إليه خلق العالم و تدبيره، فهو الذي خلق العالم دون اللّه تعالى، ثمّ فوّض محمد تدبير العالم إلى علي بن أبي طالب، فهو المدبّر الثاني.

ایک قوم نے دعوی کیا کہ اللہ تعالی نے محمد کو خلق کیا پھر ان کو عالم کی تخلیق و تدبیر سونپ دی

تلامذة العلامة المجلسی والمجازون منہ میں ہے

في التعليقة: «هُم القائلون بأنّ اللّٰه تعالى خلق محمّداً(ص) وفوّض إليه أمر العالم، فهو الخلّاق للدنيا وما فيها.

وقيل: فوّض ذلك إلى عليّ(ع). وربّما يقولون بالتفويض إلى سائر الأئمّة(ع) كما يظهر من بعض التراجم»(124)

نقد الرجال ــ التفرشی میں ہے

المفوضة قالوا: إن الله خلق محمدا صلى الله عليه وآله وفوض إليه خلق الدنيا، فهو الخلاق لما فيها، وقيل: فوض ذلك إلى علي عليه السلام، من شرح المواقف [8 / 388] (منه قده)

جب شیعوں میں یہ اذان پھیل گئی تو ان کے علماء نے اس کے وجوب پر توجیہات گھڑ لیں

جدید آراء : یہ اضافہ تبرکا کیا گیا ہے

رسالة توضيح المسائل (مكارم الشيرازی) میں ہے

جملة «أشهد أنّ عليّاً ولي الله» ليست من أجزاء الأذان والإقامة ولكن يستحسن

الإتيان بها بعد جملة «أشهد أنّ محمّداً رسول الله» بقصد التبرّك،

جدید آراء : یہ اضافہ وسیلہ لینے کے لئے کیا گیا ہے

الأحكام الشرعية – حسين علي المنتظري

مسألة 934: أشهد ان عليا ولي الله، ليست جزء من الأذان والإقامة، ولكن يحسن الإتيان بها بعد أشهد أن محمدا رسول الله، بقصد القربة المطلق

إشهد ان علیا ولی اللہ، یہ اذان کا جز نہیں ہے نہ اقامت کا جز ہے لیکن اس کا ذکر إشهد إن محمدا رسول اللہ کے بعد انا تو محض قرب کے قصد کے لئے ہے

توضيح المسائل (فارسی) – السيد الخمينی

اشهد ان علیا ولی الله جزء اذان و اقامه نیست ولی خوبست بعد از اشهد ان محمدا رسول الله، به قصد قربت گفته شود

توضيح المسائل (فارسی) – السيد الخوئی

(مسأله 928) اشهد ان علیا ولی الله جزء اذان و اقامه نیست، ولی خوبست بعد از إشهد ان محمدا رسول الله بقصد قربت گفته شود

توضيح المسائل (فارسی) – لطف الله الصافی

مسأله 928 – إشهد إن علیا ولی الله جزو اذان واقامه نیست، ولی خوبست بعد از إشهد إن محمدا رسول الله بقصد قربت گفته شود

توضيح المسائل (فارسی) – محمد علی الأراكی

اشهد ان علیا ولی الله جزء اذان و اقامه نیست ولی خوبست بعد از اشهد ان محمدا رسول الله، به قصد قربت گفته شود

ضيح المسائل (فارسی) – فاضل اللنكرانی

اشهد ان علیا ولی الله جزو اذان واقامه نیست ولی خوب است بعد از اشهدان محمدا رسول الله بقصد قربت گفته شود.

رسالہ توضیح المسائل (فارسی) – المیرزا جواد التبریزی :

(مسائلہ 928) إشہد ان علیا ولی اللہ جزو اذان و اقامہ نیست، ولی خوبست بعد از اشہد اِن محمدا رسول اللہ بقصد قربت گفتہ شود.

یہ ایک ہی جملہ تمام کتب میں بار بار لکھا جا رہا ہے یعنی جواز پر اس سے بہتر کوئی اور رائے ان کے پاس نہ رہی کہ وسیلہ ہے جبکہ شخصی وسیلہ لینے سے علی رضی اللہ عنہ نے خود منع کیا تھا

علی رضی اللہ عنہ سے منسوب الکافی کی روایت ہے جس کو خطبہ الوسیلہ کہا جاتا ہے اس میں صریحا لکھا ہے کہ علی نے کہا

أيها الناس إن الله تعالى وعد نبيه محمدا صلى الله عليه وآله الوسيلة ووعده الحق ولن يخلف الله وعده، ألا وإن الوسيلة على درج الجنة

اے لوگوں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ و الہ سے الوسیلہ کا وعدہ کیا ہے اس کا وعدہ سچا ہے خبردار وسیلہ جنت کا درجہ ہے

کتاب نہج البلاغہ میں علی سے منسوب خطبہ ہے

إنَّ أفضلَ ما توسلَ بِهِ المتوسلون إلى الله سبحانه وتعالى، الإيمان بِهِ وَبِرَسُولِهِ، والجهادُ في سبيله، وأقام الصلاة، وإيتاء الزكاة، وَصومُ شهرِ رمضان، وَحج البيت واعتماره، وَصلة الرحم، وصدقة السّر، وصدقة العلانية

سب سے افضل توسل الی اللہ یہ ہے اس کے رسول پر ایمان لایا جائے اور اس کی راہ میں جہاد کیا جائے اور نماز قائم کی جائے اور زکاۃ دی جائے اور رمضان کے روزے رکھے جائیں اور حج بیت اللہ کیا جائے اور اس کا اعتمارہ کیا جائے (یعنی نظم و نسق) اور رشتہ داروں سے صلہ رحمی کی جائے اور چھپ کر صدقہ کیا جائے اور اعلانیہ بھی

اس میں وہ تمام نیکیاں آ گئیں جو معروف ہیں – علی نے اپنی ذات کے وسیلہ کا حکم نہیں کیا۔
لیکن بعض شیعہ اور اہل سنت نے وسیلہ کو جائز قرار دے دیا ہے کہ الإمام یا نبی کی ذات کا وسیلہ لیا جا سکتا ہے

معلوم ہوا کہ اہل سنت میں یہ روایت پہلے سے آ چکی تھی کہ آدم علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کا وسیلہ لیا اور سن ۲۶۰ ھ کے بعد اسی طرح کی ایک روایت امام حسن عسکری سے منسوب کی گئی – دوسری طرف الکافی از کلینی میں علی نے الوسیلہ کا مطلب یہ بیان کیا کہ نیکیوں میں سبقت کی جائے

علمائے اہل سنت کا مذہب میں اضافہ کرنا

اہل سنت کے عالم نور الدین اِبو الحسن السمہودی (المتوفی: 911ھ) کتاب وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفیٰ میں لکھتے ہیں

اعلم أن الاستغاثة والتشفع بالنبي صلى الله عليه وسلم وبجاهه وبركته إلى ربه تعالى من فعل الأنبياء والمرسلين، وسير السلف الصالحين، واقع في كل حال، قبل خلقه صلى الله تعالى عليه وسلم وبعد خلقه، في حياته الدنيوية ومدة البرزخ وعرصات القيامة.

الحال الأول:

ورد فيه آثار عن الأنبياء صلوات الله وسلامه عليهم، ولنقتصر على ما رواه جماعة منهم الحاكم وصحح إسناده عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم «لما اقترف آدم الخطيئة قال: يا رب أسألك بحق محمد لما غفرت لي، فقال الله: يا آدم وكيف عرفت محمدا ولم أخلقه؟ قال: يا رب لأنك لما خلقتني بيدك ونفخت فيّ من روحك رفعت رأسي فرأيت على قوائم العرش مكتوبا: لا إله إلا الله، محمد رسول الله، فعرفت أنك لم تضف إلى اسمك إلا أحبّ الخلق إليك، فقال الله تعالى: صدقت يا آدم إنه لأحبّ الخلق إليّ، إذ سألتني بحقه فقد غفرت لك، ولولا محمد ما خلقتك» رواه الطبراني وزاد «وهو آخر الأنبياء من ذريتك».

جان لو کہ مدد طلب کرنا یا سفارش کروانا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ان کی عزت کے واسطہ سے اور من جانب اللہ برکت سے یہ اللہ کے نبیوں اور رسولوں کا کام ہے اور سلف صالحین کی سیرت ہے یہ ہر حال میں ہوتا ہے رسول اللہ کی تخلیق سے قبل بھی بعد میں بھی ان کی دنیا کی زندگی میں بھی مدت برزخ میں بھی اور قیامت کے عرصہ میں بھی ہو گا ـ

حال اول :انبیاء علیہ السلام کے احوال و آثار میں آیا ہے جس کو ہم مختصرا بیان کریں گے جو روایت کیا ایک جماعت نے جس میں امام حاکم ہیں اور صحیح سند سے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کہا : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آدم سے خطا ہوئی ....اللہ تعالی نے فرمایا : سچ کہا اے آدم وہ مجھ کو خلق میں سب سے زیادہ پسند ہے اب جب تم نے اس کے حق کے واسطہ سے سوال کیا ہے تو میں نے تم کو معاف کیا اور اگر محمد نہ ہوتے تو میں تو تم کو تخلیق ہی نہ کرتا اور طبرانی نے

اضافہ کیا کہ وہ تمہاری ذریت کے آخری نبی ہیں

تفسیر روح المعانی میں شہاب الدین محمود بن عبد الله الحسینی الآلوسی[10] (المتوفی: 1270ھ) سورہ المائدہ کی شرح میں بحث کے بعد لکھتے ہیں

أنا لا أرى بأسا في التوسل إلى الله تعالى بجاه النبي صلّى الله عليه وسلّم عند الله تعالى حيا وميتا

میں الالوسی اس میں کوئی برائی نہیں دیکھتا کہ اللہ تعالی کی طرف وسیلہ لیا جائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جاہ و عزت کا ، اللہ کے حضور ، رسول اللہ کی زندگی میں اور موت کے بعد

الوسی مزید لکھتے ہیں

أن التوسل بجاه غير النبي صلّى الله عليه وسلّم لا بأس به أيضا إن كان المتوسل بجاهه مما علم أن له جاها عند الله تعالى

اگر غیر نبی کی جاہ و عزت سے سوال کیا جائے تو اس میں بھی برائی نہیں ہے کہ اگر اس کا علم ہو کہ عند اللہ اس کی عزت ہے

راقم کہتا ہے یہ صحیح نہیں ہے – اس کی دلیل شریعت میں نہیں ہے کہ اللہ کو غیر اللہ کی عزت کا واسطہ دیا گیا ہو۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دیگر انبیاء سے وسیلہ لینا؟

ایک روایت ہے جو المعجم الکبیر طبرانی اور حلیة الأولياء وطبقات الأصفياء اور مجمع الزوائد ومنبع الفوائد میں نقل ہوئی ہے اس کے مطابق علی رضی اللہ عنہ کی والدہ فاطمہ بنت اسد کی وفات پر صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی

اللهُ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ، اغْفِرْ لِأُمِّي فَاطِمَةَ بِنْتِ أَسَدٍ، ولَقِّنْهَا حُجَّتَها، وَوَسِّعْ عَلَيْهَا مُدْخَلَهَا، بِحَقِّ نَبِيِّكَ وَالأَنْبِيَاءِ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِي فَإِنَّكَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ

اے اللہ جو زندہ کرتا ہے مردہ کرتا ہے جو زندہ ہے اور جس کو موت نہیں ہے مغفرت کر میری ماں فاطمہ بنت اسد کی اور ان کی قبر وسیع کر اس حق پر جو انبیاء کا ہے اور پچھلے انبیاء کا ہے کہ آپ رحم کرنے والے ہیں

یہ روایت ایک ہی راوی رَوْحُ بْنُ صَلَاحٍ سے آئی ہے جو ضعیف ہے

الدَّارَقُطْنیّ کہتے ہیں : كان ضعيفًا في الحديث، سكن مصر. حدیث میں ضعیف ہے مصر کا باسی تھا «المؤتلف والمختلف

ابن عدی کہتے ہیں: ضعیف

ابن ماکولا کہتے ہیں : ضعفوه سكن مصر ضعیف ہے مصر کا باسی تھا

امام حاکم نے ثقہ کہا ہے لیکن جمہور کے مقابلے پر ان کی تعدیل کالعدم ہے

مخلوق کا اللہ پر کوئی حق نہیں بلکہ اللہ الصمد اللہ سب سے بے نیاز ہے چاہے فرشتے ہوں یا انبیاء ہوں

خیبر کے یہود کا جنگ میں فتح کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ لینا

وَلَمَّا جَاءَهُمْ كِتَابٌ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَهُمْ وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ

سورہ بقرہ

اور جب ان (یہود) کے پاس اللہ کے پاس سے کتاب آ گئی جس میں اس کی تصدیق ہے جو ان کے پاس ہے اور اس سے پہلے تو یہ کفار پر (بحث میں) فتح پاتے – لیکن جب اس (کلام) کو پہچان گئے تو انکار کیا لہٰذا کافروں پر اللہ کی لعنت ہے

بعض مفسرین کا کہنا ہے کہ یہود النبی المنتظر کی وجہ سے فتح پاتے تھے- یعنی یہاں وسیلہ کا ذکر نہیں ہے بلکہ اللہ کا کام تھا کہ وہ یہود کی اس نیکی کہ وہ نبی المنتظر کو مانتے تھے اللہ اس نیکی کی بنا پر ان کو کفار پر فتح دیتا – طبری نے تفسیر میں لکھا

قال أبو جعفر: يعني بقوله جل ثناؤه: (وكانوا من قبل يستفتحون على الذين كفروا) ، أي: وكان هؤلاء اليهود – الذين لما جاءهم كتاب من عند الله مصدق لما معهم من الكتب التي أنزلها الله قبل الفرقان، كفروا به – يستفتحون بمحمد صلى الله عليه وسلم = ومعنى"الاستفتاح"، الاستنصار = (1) يستنصرون الله به على مشركي العرب من قبل مبعثه، أي من قبل أن يبعث، كما:-

طبری نے کہا یعنی یہ یہود ... محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے فتح یعنی نصرت پاتے مشرکین عرب پر بعثت نبوی سے پہلے

اس بات کو ابن اسحاق نے روایت کیا ہے

حدثني ابن حميد قال، حدثنا سلمة قال، حدثني ابن إسحاق، عن عاصم بن عمر بن قتادة الأنصاري، عن أشياخ منهم قالوا: فينا والله وفيهم – يعني في الأنصار، وفي اليهود = الذين كانوا جيرانهم – نزلت هذه القصة = يعني: (ولما جاءهم كتاب من عند الله مصدق لما معهم وكانوا من قبل يستفتحون على الذين كفروا) = قالوا: كنا قد علوناهم دهرا في الجاهلية – (1) ونحن أهل

الشرك، وهم أهل الكتاب – (2) فكانوا يقولون: إن نبيا الآن مبعثه قد أظل زمانه، يقتلكم قتل عاد وإرم. (3) فلما بعث الله تعالى ذكره رسوله من قريش واتبعناه، كفروا به. يقول الله: (فلما جاءهم ما عرفوا كفروا به) .

اس کی سند میں عن أشياخ منهم مجھولین ہیں

تفسیر طبری کی دوسری سند ہے

حدثنا ابن حميد قال، حدثنا سلمة قال، حدثني ابن إسحاق قال، حدثني محمد بن أبي محمد مولى آل زيد بن ثابت، عن سعيد بن جبير، أو عكرمة مولى ابن عباس، عن ابن عباس: أن يهود كانوا يستفتحون على الأوس والخزرج برسول الله صلى الله عليه وسلم قبل مبعثه. فلما بعثه الله من العرب، كفروا به، وجحدوا ما كانوا يقولون فيه. فقال لهم معاذ بن جبل وبشر بن البراء بن معرور أخو بني سلمة: يا معشر يهود، اتقوا الله وأسلموا، فقد كنتم تستفتحون علينا بمحمد صلى الله عليه وسلم ونحن أهل شرك، وتخبروننا أنه مبعوث، وتصفونه لنا بصفته! فقال سَلام بن مِشْكَم أخو بني النضير: ما جاءنا بشيء نعرفه، وما هو بالذي كنا نذكر لكم! فأنزل الله جل ثناؤه في ذلك من قوله: (ولما جاءهم

سند میں محمد بن إبي محمد الأنصاری المدنی ، مولی زید بن ثابت مجھول ہے

تفسیر طبری کی تیسری سند ہے

حدثني محمد بن سعد قال، حدثني أبي قال، حدثني عمي قال، حدثني أبي عن أبيه، عن ابن عباس: (وكانوا من قبل يستفتحون على الذين كفروا) ، يقول: يستنصرون بخروج محمد صلى الله عليه وسلم على مشركي العرب – يعني بذلك أهل الكتاب – فلما بعث الله محمدا صلى الله عليه وسلم ورأوه من غيرهم، كفروا به وحسدوه.

اس میں عطیہ العوفی ضعیف ہے

تفسیر طبری کی چوتھی سند ہے

وحدثنا محمد بن عمرو قال، حدثنا أبو عاصم قال، حدثني عيسى، عن ابن أبي نجيح، عن علي الأزدي في قول الله: (وكانوا من قبل يستفتحون على الذين كفروا) ، قال: اليهود، كانوا يقولون: اللهم ابعث لنا هذا النبي يحكم بيننا وبين الناس، يستفتحون – يستنصرون – به على الناس.

اس میں علی عبد اللہ الأزدی ، إبو عبد اللہ البارقی ہے جو کوئی صحابی نہیں ہے اس کے علم کا مصدر نا معلوم ہے

تفسیر طبری کی پانچویں سند ہے

حدثنا بشر بن معاذ قال، حدثنا يزيد قال، حدثنا سعيد، عن قتادة قوله: (وكانوا من قبل يستفتحون على الذين كفروا) ، كانت اليهود تستفتح بمحمد صلى الله عليه وسلم على كفار العرب من قبل، وقالوا: اللهم ابعث هذا النبي الذي نجده في التوراة يعذبهم ويقتلهم! فلما بعث الله محمدا صلى الله عليه وسلم فرأوا أنه بعث من غيرهم، كفروا به حسدا للعرب، وهم يعلمون أنه رسول الله صلى الله عليه وسلم، يجدونه مكتوبا عندهم في التوراة: (فلما جاءهم ما عرفوا كفروا به) .

اس میں قتادہ بصری کا قول ہے جو صحابی نہیں ہیں

تفسیر طبری کی چھٹی سند ہے

حدثني المثنى قال، حدثنا آدم قال، حدثنا أبو جعفر، عن الربيع، عن أبي العالية قال: كانت اليهود تستنصر بمحمد صلى الله عليه وسلم على مشركي العرب، يقولون: اللهم ابعث هذا النبي الذي نجده مكتوبا عندنا حتى يعذب المشركين ويقتلهم! فلما بعث الله محمدا، ورأوا أنه من غيرهم، كفروا به حسدا للعرب، وهم يعلمون أنه رسول الله صلى الله عليه وسلم: فقال الله: (فلما جاءهم ما عرفوا كفروا به فلعنة الله على الكافرين) .

یہ أبي العالية بصری کا قول ہے صحابی نہیں ہے- امام شافعی کا کہنا ہے کہ ابو العالیہ کی روایت مانند ریح ہیں-

کتاب دلائل النبوہ از بیہقی کی سند ہے

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ هَارُونَ بْنِ عَنْتَرَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: " كَانَتْ يَهُودُ خَيْبَرَ تُقَاتِلُ غَطَفَانَ، فَكُلَّمَا الْتَقَوْا هُزِمَتْ يَهُودُ خَيْبَرَ، فَعَاذَتِ الْيَهُودُ، بِهَذَا الدُّعَاءِ، فَقَالَتِ: اللهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي وَعَدْتَنَا أَنْ تُخْرِجَهُ لَنَا فِي آخِرِ الزَّمَانِ إِلَّا نَصَرْتَنَا عَلَيْهِمْ. قَالَ: فَكَانُوا إِذَا الْتَقَوْا دَعَوْا بِهَذَا الدُّعَاءِ، فَهَزَمُوا غَطَفَانَ. فَلَمَّا بُعِثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَفَرُوا بِهِ،

سند میں عبد الملک بن ہارون بن عنترة جس السعدی نے کو دجال کہا ہے

دلائل النبوہ از بیہقی کی دوسری سند ہے

أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو أَحْمَدَ الصَّفَّارُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ نَصْرٍ

اللَّبَّادُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ حَمَّادٍ وَقَالَ: حَدَّثَنَا أَسْبَاطٌ، عَنِ السُّدِّيِّ، عَنْ أَبِي مَالِكٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَعَنْ مُرَّةَ الْهَمْدَانِيِّ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، عَنْ نَاسٍ، مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى " {وَلَمَّا جَاءَهُمْ كِتَابٌ مِنْ عِنْدِ اللهِ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَهُمْ وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ} [البقرة: 89] " قَالَ: " كَانَتِ الْعَرَبُ تَمُرُّ بِالْيَهُودِ فَيُؤْذُونَهُمْ، وَكَانُوا يَجِدُونَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي التَّوْرَاةِ فَيَسْأَلُونَ اللهَ تَعَالَى أَنْ يَبْعَثَهُ نَبِيًّا فَيُقَاتِلُونَ مَعَهُ الْعَرَبَ، فَلَمَّا جَاءَهُمْ مُحَمَّدٌ كَفَرُوا بِهِ حِينَ لَمْ يَكُنْ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ

اس میں اسباط بن نصر اور السدی ضعیف ہیں

ان روایات کا مطلب وہ نہیں جو فرقوں نے سمجھا ہے – یہ ذات محمد کا وسیلہ نہیں ہے یعنی یہود یہ نہیں کہتے تھے کہ النبی المنتظر کے صدقے میں ہم کو فتح دے – یہ نیک عمل و ایمان کا وسیلہ ہے کہ یہود کہتے کہ ہم یہ صحیح عقیدہ رکھتے ہیں کہ ایک النبی المنتظر آئے گا اس صحیح عقیدہ کی بنا پر ہم کو فتح دے

مفسرین نے دعا کے الفاظ بلا سند نقل کیے ہیں

اللهم انصرنا بالنبي المبعوث في آخر الزمان الذي نجد نعته وصفته في التوراة – بیضاوی الصابونی – سند نہیں ہے

اللهم انصرنا بالنبي المبعوث في آخر الزمان، الذي نجد وصفه ونعته في كتابنا التوراة – محمد الخطيب (المتوفى: 1402هـ) – سند نہیں دی

اللّهم انصرنا بالنَّبيِّ المبعوث في آخر الزّمان – الواحدی -أبو السعود – سند نہیں دی

اللهم انصرنا بالنبي المبعوث في آخر الزمان – الزمخشری- سند نہیں ہے

یہ لوگوں کے ذاتی خیالات ہیں – ان دعاوں کی کوئی سند نہیں ہے

راقم کی اس رائے کے خلاف دلائل النبوہ بیہقی کی روایت میں ہے یَہُودُ خَيْبَرَ کی غَطَفَانَ سے جنگ ہو رہی تھی انہوں نے دعا کی

اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي وَعَدْتَنَا أَنْ تُخْرِجَهُ لَنَا فِي آخِرِ الزَّمَانِ إِلَّا نَصَرْتَنَا عَلَيْهِمْ.

اے اللہ ہم تجھ سے اس حق پر سوال کرتے ہیں جو محمد النبی الامی کو تجھ پر ہے جس کا تو نے وعدہ کیا کہ جو آخری زمانہ میں نکلے گا کہ ہماری مدد کر ان پر

سند میں کذاب و دجال ہیں

وفي إسناده: عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ هَارُونَ بْنِ عَنْتَرَةَ، عَنْ أَبِيهِ. قال الدارقطني: هما ضعيفان، وقال احمد:

ضعيف، وقال يحيى بن معين: كذاب، وقال أبو حاتم: «متروك، ذاهب الحديث» ، وقال ابن حبان: يضع الحديث، وقال السّعدي: «دجال كذاب» . الميزان (2: 666- 667) .

محدثین میں امام حاکم نے مستدرک الحاکم میں اس روایت کو بھی لکھا ہے - الذھبی نے اس پر کہا

لا ضرورة في ذلك أي لإخراجه فعبد الله متروك هالك

اس کو کوئی ضرورت نہیں تھی کہ اس کی تخریج کرتے کہ عبد اللہ (*) متروک ہے ہلاک کرنے والا ہے

(*)سند میں عبد اللہ نہیں ہے – عبد الملک ہے اغلبًا یہ نسخہ میں تحریف ہے

تاریخی حقیقت

یہود کے تین بڑے قبائل تھے بنو نضیر اور بنو قریظہ اور بنو قینقاع – مشرکین کے دو قبیلے تھے الاوس اور الخزرج - بنو نضیر اور بنو قریظہ الاوس کے ساتھ تھے اور بنو قینقاع والے الخزرج کے ساتھ تھے - دونوں الخزرج اور الاوس مخالف تھے اور لڑتے تھے دونوں کے ساتھ یہود ہیں- دونوں طرف یہود کی ایک ہی دعا ہو تو ہو میچ ڈرا ہو جانا چاہیے نہ کہ جنگ میں ایک جیتے- بعض روایات میں ہے کہ یہ جنگ يَهُودُ خَيْبَرَ تُقَاتِلُ غَطَفَانَ، کے درمیان جنگ ہوئی- جس میں یہود جیتے لیکن جیسا تحقیق کی اس کی سند میں عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ هَارُونَ بْنِ عَنْتَرَةَ کذاب و دجال ہے - لہذا یہ لوگوں کا اضافہ ہے کہ یہود مشرک سے جیتتے تھے وہ بحث و کلام میں جیتتے تھے کہ ہمارے پاس کتاب اللہ ہے تمہارے پاس نہیں ہے-

حیات النبی میں التوسل بالنبی کے دلائل

عبد المطلب کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے بارش طلب کرنا

طاہر القادری اپنی کتاب میں دلیل پیش کرتے ہیں

اِمام بخاریؒ آپ ﷺ کے توسل سے نزولِ باراں کے ایک واقعہ کو الصحیح میں کتاب الاستسقاء کے باب سؤال الناس الإمام الاستسقاء إذا قحطوا کے ذیل میں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

عن عبد اللّٰہ بن دینارٍ، عن أبیه قال: سمعتُ ابنَ عمرَ یَتمثَّلُ بشعر أبی طالب:

وأبیضُ یُسْتَسقَی الغمامُ بوجهِه
ثِمالُ الیَتَامٰی عِصمةٌ لِلأرامِلِ

وقال عُمَرُ بن حمزةَ: حدثنا سالِمٌ عن أبیه: وربما ذَکرتُ قول الشاعِرِ، وأنا أنظُر إلی وجهِ النبیِّ ﷺ یُستَسقی، فما ینزِلُ حتی یَجِیشَ کلُّ میزابٍ۔(۱)

”حضرت عبداللہ بن دینار نے اپنے والد سے روایت کیا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ وہ ابوطالب کا شعر پڑھتے تھے۔

(وہ روشن چہرے والے کہ جن کے چہرۂ انور کے وسیلے سے بارش طلب کی جاتی ہے، جو یتیموں کے فریاد رَس اور بیواؤں کے غم خوار ہیں۔)

”عمر بن حمزہ نے کہا: ہمیں سالم نے اپنے والد (عبداللہ بن عمر) سے خبر دی کہ میں شاعر کا یہ شعر کبھی یاد کرتا اور میں حضور نبی اکرم ﷺ کے چہرۂ انور کو دیکھتا جبکہ آپ ﷺ بارش کیلئے دعا فرماتے' آپ ﷺ ابھی منبر سے نہ اترتے کہ پرنالے زور سے بہنے لگتے۔“

---

(۱) ۱۔بخاری، الصحیح، کتاب الاستسقاء، باب سؤال الناس الإمام الاستسقاء إذا قحطوا، ۱:۳۴۲، رقم: ۹۶۳
۲۔ ابن ماجه، السنن، کتاب إقامة الصلاة، باب ما جاء فی الدعاء في الاستسقاء، ۱:۴۰۵، رقم:۱۲۷۲
۳۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۲:۹۳، رقم: ۵۶۷۳

راقم کہتا ہے کہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی درخواست پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بارش کی دعا کی تو فورا بارش ہوئی ۔ صحیح بخاری میں ہے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں (ایک مرتبہ خشک سالی کی وجہ سے قحط پڑگیا)، انہی دنوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن خطبہ ارشاد فرمارہے تھے کہ ایک دیہاتی نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ یارسول اللہ! ہمارے مال واسباب (یعنی کھیتی باڑی) مویشی، اور باغات پانی نہ لگنے کی وجہ سے) برباد ہوگئے اور اہل وعیال بھوکے بلبلارہے ہیں، اللہ تعالی سے ہمارے لئے دعا فرمائیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ سنتے ہی) اپنے دست مبارک (دعا کے لئے) اٹھا دیئے اس وقت آسمان پر بادل کا ایک ٹکڑا بھی ہمیں نظر نہیں آرہا تھا، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (دعا ختم کر کے) ابھی اپنے ہاتھ۔ نہ چھوڑے تھے کہ اچانک پہاڑوں کی مانند بادل اٹھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے نیچے نہ اترپائے تھے کہ میں نے دیکھا کہ بارش کا پانی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک پر گرنے لگا پھر اس (جمعہ کے) دن (کے باقی حصے میں) پانی برسا دوسرے روز برسا اور تیسرے روز برسا یہاں تک کہ دوسرے جمعہ تک اس بارش کا سلسلہ جاری رہا اور (جب مسلسل بارش جاری رہنے کی وجہ سے لوگوں کا نقصان ہونے لگا تو) دوسرے جمعہ کو (آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ کے دوران) وہی دیہاتی (یا کوئی دوسرا شخص) کھڑا ہوا اور عرض کی کہ یارسول اللہ! مکان گر رہے ہیں اور مال واسباب ڈوب رہے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالی سے ہمارے لئے دعا فرمایئے (کہ بارش تھم جائے۔ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ سن کر) اپنے دونوں ہاتھ۔ اٹھائے اور دعا فرمائی! '' اے اللہ! ہمارے اطراف میں (یعنی کھیتوں اور باغات پر) برسا، ہمارے اوپر (یعنی ہمارے گھروں پر) نہ برسا۔'' (اس دعا کے بعد) آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس طرف اشارہ کرتے جاتے تھے ابر اس جانب سے کھلتا جاتا تھا یہاں تک کہ مدینہ کے ایک گول گڈھے کی مانند ہوگیا (یعنی مدینہ شہر کے باہری حصوں میں چاروں طرف بادل چھائے ہوئے تھے اور بارش ہو رہی تھی جب کہ بیچ میں مدینہ شہر کا مطلع بالکل صاف ہو کر گول گڈھے کی طرح ایسا نمایاں ہوگیا تھا کہ پوری آبادی کے اوپر بادل کا کوئی ٹکڑا نظر نہیں آرہا تھا) اور مدینہ کے باہری اطراف میں مسلسل بارش کی وجہ سے) وہ نالہ جس کا نام قناۃ تھا ایک مہینہ تک بہتا رہا۔ ان اطراف سے جو بھی شخص (مدینہ شہر

میں) آیا اس نے کثرت سے بارش ہونے کی خبر دی۔

اغلبًا اس موقعہ پر ایک صاحب کو عبد المطلب سے منسوب اشعار یاد آئے لیکن وفات کے بعد چونکہ چہرہ انور دنیا سے پوشیدہ ہوا لہٰذا رسول اللہ کا وسیلہ کسی نے نہیں لیا یہاں تک کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بھی چچا عباس رضی اللہ عنہ سے دعا کروائی

منافقین کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دعا کرنا اور ایک حکایت کا بیان

یہ سورہ النساء کی آیت ٦٤ ہے

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا

ہم نے جو بھی رسول بھیجا وہ اس لئے کہ اس کی اطاعت کی جائے اللہ کے اذن سے اور اگر یہ اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھیں اور اور اپ کے پاس آئیں تو اللہ ان کو معاف کرتا اور رسول ان کے لئے اللہ سے استغفار طلب کرتا تو یہ اللہ کو توبہ قبول کرنے والا اور رحیم پاتے

آیت کا تعلق منافقین کی جنگ میں شرکت نہ کرنے سے ہے کہ ان کی حیلہ سازی کے باوجود اگر وہ اللہ سے معافی مانگیں تو اللہ معاف کر دے گا لیکن سورہ التوبہ میں یہ بات ختم ہوئی جب منافق کا جنازہ پڑھنے سے روک دیا گیا اور کہا کہ اب معافی ختم - ان آیات کا سیاق و سباق ہے

ابن کثیر نے تفسیر میں ایک باطل روایت لکھی ہے

وَقَدْ ذَكَرَ جَمَاعَةٌ مِنْهُمْ الشَّيْخُ أَبُو نَصْرِ بْنُ الصَّبَّاغِ فِي كِتَابِهِ الشَّامِلِ الْحِكَايَةَ الْمَشْهُورَةَ عَنْ الْعُتْبِيِّ، قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَاءَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، سَمِعْتُ اللَّهَ يَقُولُ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جاؤُكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّاباً رَحِيماً

''یہ روایت کثیر لوگوں نے بیان کی ہے جن میں سے ابومنصور صباغ نے اپنی کتاب "الحکایات المشھورۃ'' میں لکھا ہے کہ عتبی کا بیان ہے کہ میں حضور ﷺ کی قبر انور کے پاس بیٹھا ہوا تھا، ایک اعرابی (دیہاتی) آیا اور اس نے کہا: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! میں نے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:''اور (اے حبیب!) اگر وہ لوگ جب اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے تھے آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے اور اللہ سے معافی مانگتے اور رسول (ﷺ) بھی ان کے لئے مغفرت طلب کرتے تو وہ (اس وسیلہ اور شفاعت کی بناء پر) ضرور اللہ کو توبہ قبول فرمانے والا نہایت مہربان پاتے۔'' میں آپ کی خدمت میں اپنے گناہوں پر استغفار کرتا ہوا اور آپ کو اپنے رب کے سامنے اپنا سفارشی بناتا ہوا حاضر ہوا ہوں۔ پھر اس نے یہ اشعار پڑھے:

(اے مدفون لوگوں میں سب سے بہتر، جن کی وجہ سے میدان اور ٹیلے اچھے ہو گئے، میری جان قربان اس قبر پر جس میں آپ رونق افروز ہیں، جس میں عفاف و جود وکرم ہے۔)

ابن کثیر المتوفی ۷۷۴ ھ نے اس جھوٹی روایت کو اپنی تفسیر میں لکھ کر اپنی بد عقیدتی کا اظہار کیا ان سے قبل شمس الدین اِبی عبد اللہ محمد بن اِحمد بن عبد الھادی المقدسی الحنبلی المتوفی ۷۴۴ ھ اس کو کتاب الصارم المنکی فی الرد علی السبکی میں رد کر چکے تھے۔ اس روایت کو امام النووی نے بھی صحیح مان کر لکھا ہے۔ امام نووی المتوفی: 676ھ- کتاب المجموع شرح المھذب میں آداب زیارت قبر النبی کے سلسلے میں لکھتے ہیں

ثُمَّ يَرْجِعُ إلَى مَوْقِفِهِ الْأَوَّلِ قُبَالَةَ وَجْهِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَتَوَسَّلُ بِهِ فِي حَقِّ نَفْسِهِ وَيَسْتَشْفِعُ بِهِ إلَى رَبِّهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى وَمِنْ أَحْسَنِ مَا يَقُولُ مَا حَكَاهُ الْمَاوَرْدِيُّ وَالْقَاضِي أَبُو الطَّيِّبِ وَسَائِرُ أَصْحَابِنَا عَنْ الْعُتْبِيِّ مُسْتَحْسِنِينَ لَهُ قَالَ (كُنْت جَالِسًا عِنْدَ قَبْرِ رَسُولِ الله صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْك يَا رَسُولَ الله سَمِعْت الله يَقُولُ (وَلَوْ أَنَّهُمْ إذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا الله وَاسْتَغْفَرَلهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما) وَقَدْ جِئْتُك مُسْتَغْفِرًا مِنْ ذَنْبِي مُسْتَشْفِعًا بِك إلَى رَبِّي ثُمَّ أَنْشَأَ يَقُولُ

* يَا خَيْرَ مَنْ دُفِنْت بِالْقَاعِ أَعْظَمُهُ
* فَطَابَ مِنْ طِيبِهِنَّ الْقَاعُ وَالْأَكَمُ نَفْسِي الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ أَنْتَ سَاكِنُهُ
* فِيهِ الْعَفَافُ وَفِيهِ الْجُودُ وَالْكَرَمُ ثُمَّ انْصَرَفَ فَحَمَلَتْنِي عَيْنَايَ

فَرَأَيْت النَّبِيَّ صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّوْمِ فَقَالَ يَا عُتْبِيُّ الْحَقْ الْأَعْرَابِيَّ فَبَشِّرْهُ بِأَنَّ الله تَعَالَى قَدْ غَفَرَ لَهُ

پھر سلام کے بعد واپس جائے اول موقف پر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہو اور ان سے توسل کرے اپنے لئے اور ان کی شفاعت کے ذریعہ اپنے رب اللہ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالَی سے طلب کرے۔ اور اور کیا خوب الْمَاوَرْدِیُّ اور وَالْقَاضِی إِبُو الطَّيِّبِ اور ہمارے تمام اصحاب .. نے حکایت نقل کی ہے کہ میں قبر رسول کے پاس بیٹھا تھا پس ایک اعرابی آیا اور کہا السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللہِ، اللہ کا کہا سنا وَلَوْ إِنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللہ وَاسْتَغْفَرَ لهم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحيما، پس میں آیا ہوں مغفرت مانگتے ہوئے اپنے گناہوں سے اپنے رب کے حضور پس اس نے اشعار کہے

اے بہترین انسان کہ جس کا پیکر اس سرزمین میں دفن ہے اور جس کے عطر و خوشبو سے اس سرزمین کی بلندی اور پستی معطر ہو گئی ہے، میری جان ایسی زمین پر قربان کہ جسے آپ نے انتخاب کیا اور اس میں عفت و جود وکرم پوشیدہ ہوگیا ہے۔ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا انہوں نے فرمایا اللہ نے تجھے بخش دیا

راقم کہتا ہے کہ اللہ تعالی نے حکم دیا ہے کہ اس سے براہ راست طلب کیا جائے کسی کے وسیلہ کا حکم نہیں دیا نہ یہ قرآن میں کسی کے لئے ہے بلکہ یعقوب علیہ السلام کے بیٹے باپ سے کہتے ہیں کہ ہمارے لئے دعائیں کریں وہ چاہتے تو ابراہیم اور اسحاق و اسمٰعیل کا وسیلہ پکڑ سکتے تھے لیکن ایسا نہیں ہوا - اللہ ہر ایک سے بے پرواہ ہے اس کی شان یہ ہے کہ انسان صرف اس سے مانگے یہی انبیاء کا عمل تھا

بعد وفات النبی ، التوسل بالنبی کے دلائل

ایک بدو کا واقعہ

ابن کثیر اپنی کتاب : البداية والنهاية ج ۷ ص ۹۱ اور ۹۲ میں روایت نقل کرتے ہیں

وَقَالَ الْحَافِظُ أَبُو بَكْرٍ الْبَيْهَقِيُّ: أَخْبَرَنَا أَبُو نَصْرِ بْنُ قَتَادَةَ وَأَبُو بكر الفارسي قالا: حدثنا أبو عمر بْنُ مَطَرٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَلِيٍّ الذُّهْلِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ مَالِكٍ قال: أصاب الناس قحط في زمن عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ اسْتَسْقِ اللَّهَ لِأُمَّتِكَ فَإِنَّهُمْ قَدْ هَلَكُوا فَأَتَاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ فقال: ايت عمر فأقره منى السلام وأخبرهم أنهم مسقون، وقل له عليك بالكيس الْكَيْسَ. فَأَتَى الرَّجُلُ فَأَخْبَرَ عُمَرَ فَقَالَ: يَا رب ما آلوا إِلَّا مَا عَجَزْتُ عَنْهُ. وَهَذَا إِسْنَادٌ صَحِيحٌ.

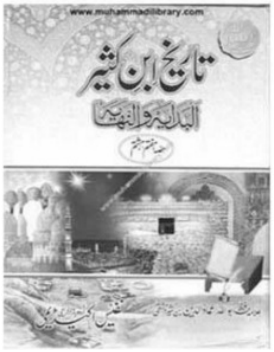

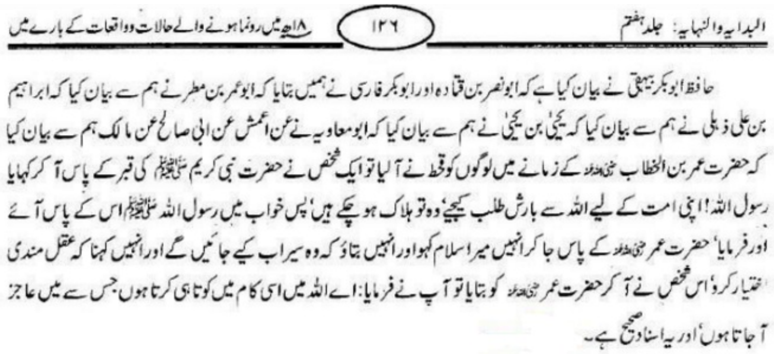

البدایہ والنہایہ: جلد ہفتم ۔ ۱۲۶ ۔ ۱۸ھ میں رونما ہونے والے حالات وواقعات کے بارے میں

حافظ ابوبکر بیہقی نے بیان کیا ہے کہ ابونصر بن قتادہ اور ابوبکر فارسی نے ہمیں بتایا کہ ابوعمر بن مطر نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم بن علی ذہلی نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن یحییٰ نے ہم سے بیان کیا کہ ابومعاویہ نے عن اعمش عن ابی صالح عن مالک ہم سے بیان کیا کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں لوگوں کو قحط نے آ لیا تو ایک شخص نے حضرت نبی کریم ﷺ کی قبر کے پاس آ کر کہا یا رسول اللہ! اپنی امت کے لیے اللہ سے بارش طلب کیجیے' وہ تو ہلاک ہو چکے ہیں' پس خواب میں رسول اللہ ﷺ اس کے پاس آئے اور فرمایا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر انہیں میرا اسلام کہو اور انہیں بتاؤ کہ وہ سیراب کیے جائیں گے اور انہیں کہنا کہ عقل مندی اختیار کرو' اس شخص نے آ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بتایا تو آپ نے فرمایا: اے اللہ میں اسی کام میں کوتاہی کرتا ہوں جس سے میں عاجز آ جاتا ہوں' اور یہ اسناد صحیح ہے۔

اس کی سند ضعیف ہے- اعمش مدلس عن سے روایت کر رہا ہے جبکہ امام مالک سے عمر رضی اللہ عنہ تک سند نہیں ہے- ابو صالح غیر واضح ہے- افسوس ابن کثیر اتنی علتوں کے باوجود اس کو صحیح کہتے ہیں جبکہ قبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سننا ثابت نہیں بلکہ خلاف قرآن ہے

ایک نابینا کا واقعہ

”ایک نابینا شخص بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوا اور عرض گزار ہوا : (یا رسول اللہ صلی اللہ علیك وسلم!) اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ وہ مجھے صحت و عافیت عطا فرمائے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر تو چاہے تو میں اس کو تیرے لئے موخر کر دوں اور یہ تیرے لئے بہتر ہے اور اگر تو چاہے تو دعا کروں۔ اس نے عرض کیا: اللہ جل جلالہ سے دعا فرما دیجئے۔ پس آپ ﷺ نے اسے وضو کرنے کا حکم دیا کہ اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نفل پڑھ، پھر یہ دعا کر: اے اللہ! میں آپ سے سوال کرتا ہوں اور آپ کی طرف نبیٔ رحمت محمد ﷺ کے وسیلہ سے متوجہ ہوتا ہوں۔ اے محمد ﷺ! میں آپ کے وسیلہ سے آپ کے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں تاکہ وہ میری یہ حاجت پوری فرما دے۔ اے اللہ! تو اپنے نبی ﷺ کی شفاعت کو میرے حق میں قبول فرما۔“

أَنّ رَجُلًا ضَرِيْرَ الْبَصَرِ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ: ادْعُ اللهَ لِيْ أَنْ يُعَافِيَنِيْ. فَقَالَ: إِنْ شِئْتَ أَخَّرْتُ لَكَ وَهُوَ خَيْرٌ، وَإِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ. فَقَالَ: ادْعُهْ فَأَمَرَهُ أَنْ يَّتَوَضَّاءَ فَيُحْسِنَ وُضُوءَهُ، وَيُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ، وَيَدْعُوَ بِهٰذَا الدُّعَاءِ: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَ أَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِمُحَمَّدٍ نَّبِيِّ الرَّحْمَةِ، يَا مُحَمَّدُ إِنِّي قَدْ تَوَجَّهْتُ بِكَ إِلٰى رَبِّي فِي حَاجَتِي هٰذِهِ لِتُقْضَى، اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ۔ (۱)

(۱) ۱۔ ابن ماجه، السنن، كتاب الجنائز، باب ما جاء في صلاة الحاجة، ۱: ۴۴۱، رقم: ۱۳۸۵

۲۔ ترمذی، السنن، كتاب الدعوات، باب في دعاء الضعيف، ۲:۱۹۷، رقم:۳۵۷۸

اس کی اسناد میں اضطراب ہے[11]

بعض میں أَبِي جَعْفَرٍ الْخَطْمِيّ الْمَدَنِيّ ہے - بعض میں صرف أَبِي جَعْفَرٍ ہے - اس بنا پر یہ تعین کرنا ممکن نہیں کہ کون ہے

امام بخاری کا تاریخ میں کہنا ہے

قال شہاب حدثنا حماد بن سلمة: عن ابی جعفر الخطمی عن عمارة بن خزيمة بن ثابت: عن عثمان بن حنيف اتى اعمى النبي صلى الله عليه وسلم: فقال: ادع الله تعالى ان يرد بصرى، قال: إو إدعك ؟ قال: لا، بل ادع الله، قال ثلاثا، ثم قال: توضأ وصل ركعتين وقل: " اللہم انی اسألک وإتوجہ الیک " ففعل فرد بصره

وقال على حدثنا عثمان بن عمر سمع شعبة: عن ابی جعفر المدینی سمع عمارة بن خزيمة بن ثابت: عن عثمان بن حنيف،

وقال ابن المثنى حدثنا معاذ بن ہشام قال حدثنی ابی: عن ابی جعفریزید بن عمیر – إو – عمير بن يزيد عن ابی امامة بن سہل رضی الله عنه: عن عمه،

وقال عبد المتعال بن طالب حدثنا ابن وہب عن ابی سعيد عن روح بن القاسم: عن ابی جعفر المدینی عن ابی امامة بن سہل بن حنيف: عن عمه عثمان ابن حنيف رضی الله عنه، ہو المدنی، عامل عمر على العراق، بقے إلى زمن معاوية.

امام بخاری کا کہنا ہے کہ اس ابو جعفر کو بعض نے ففعل فرد بصره، بصری بنا دیا ہے اور بعض نے اس کو

ابي جعفر المديني کہا ہے

معرفة الصحابة لأبي نعيم الأصبهاني میں ہے

حدثنا أبو عمرو ، ثنا الحسن ، ثنا أحمد بن عيسى ، ثنا ابن وهب ، أخبرني أبو سعيد واسمه شبيب بن سعيد من أهل البصرة ، عن أبي جعفر المديني ، عن أبي أمامة بن سهل بن حنيف ، عن عمه عثمان بن حنيف

تقريب التهذيب از ابن حجر میں ہے

قلت: وقال أبو الحسن ابن المديني هو مدني قدم البصرة وليس لاهل المدينة عنه اثر ولا يعرفونه

ابو حسن کا کہنا ہے کہ ابن المديني ہی مدنی ہے جو بصرہ پہنچا اور اہل مدینہ کی اس سے کوئی روایت نہیں ہے نہ وہ اس کو جانتے ہیں

یعنی یہ ابو جعفر اپنے شہر میں مجہول تھا بصرہ پہنچ کر اس نے اس کو روایت کیا ہے- یہ ابو جعفر المدنی ہے یا اس کو ابو جعفر المدینی بھی کہا گیا ہے - طبقات ابن سعد میں ہے إبو جعفر الخطمی واسمہ عمیر بن یزید بن عمیر بن حبیب بن حباشۃ ہے

بیہقی کا کہنا ہے

عمیر بن یزید، إبو جعفر الخطمی. * لم إر البخاری ومسلما احتجّا بہ فی الحدیث

اس سے بخاری نے کچھ نہیں لیا

ترمذی ۳۵۷۸ میں بھی ہے

حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلاَنَ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ أَنَّ رَجُلاً ضَرِيرَ الْبَصَرِ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ادْعُ اللَّهَ أَنْ يُعَافِيَنِي، قَالَ: "إِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ وَإِنْ شِئْتَ صَبَرْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ" قَالَ: فَادْعُهْ، قَالَ: فَأَمَرَهُ أَنْ يَتَوَضَّأَ فَيُحْسِنَ وُضُوئَهُ وَيَدْعُوَ بِهَذَا الدُّعَاءِ: "اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ إِنِّي تَوَجَّهْتُ بِكَ إِلَى رَبِّي فِي حَاجَتِي هَذِهِ لِتُقْضَى لِيَ اللَّهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ". قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ لاَ نَعْرِفُهُ إِلاَّ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ أَبِي جَعْفَرٍ وَهُوَ الْخَطْمِيُّ، وَعُثْمَانُ بْنُ حُنَيْفٍ هُوَ أَخُو سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ.

* تخريج: ق/الإقامة ١٨٩ (١٣٨٥) (تحفة الأشراف: ٩٧٦٠) (صحيح)

- عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک نابینا شخص نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: آپ دعا فرمادیجئے کہ اللہ مجھے عافیت دے، آپ نے فرمایا: " اگر تم چاہو تو میں دعا کروں اور اگر چاہو تو صبر کیے رہو، کیوں کہ یہ تمہارے لیے زیادہ بہتر (و سود مند) ہے۔ اس نے کہا: دعاہی کردیجئے، تو آپ نے اسے حکم دیاکہ وہ وضو کرے، اور اچھی طرح سے وضو کرے اور یہ دعا پڑھ کر دعاکرے: " اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ إِنِّي تَوَجَّهْتُ بِكَ إِلَى رَبِّي فِي حَاجَتِي هَذِهِ لِتُقْضَى لِيَ اللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ " (اے اللہ ! میں تجھ سے مانگتاہوں اور تیرے نبی محمد جو نبی رحمت ہیں کے وسیلے سے تیری طرف متوجہ ہوتاہوں ، میں نے آپ کے واسطہ سے اپنی اس ضرورت میں اپنے رب کی طرف توجہ کی ہے تاکہ تو اے اللہ ! میری یہ ضرورت پوری کردے تو اے اللہ تومیرے بارے میں ان کی شفاعت قبول کر)۔

امام ترمذی کہتے ہیں:۱- یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے اور ہم اسے صرف اسی سند سے جانتے ہیں یعنی ابو جعفر کی روایت سے،۲- اورابو جعفر خطمی ہیں ۳- اور عثمان بن حنیف یہ سہل بن حنیف کے بھائی ہیں۔

امام ابن ابي حاتم نے العلل میں اس کا ذکر کیا ہے

وسمعتُ أَبَا زُرْعَةَ وحدَّثنا بحديثٍ اختلَفَ (4) شُعبةُ وهشامٌ الدَّسْتَوَائِي فَرَوَى شُعبة (5) ، عَنْ أَبِي جَعْفَرَ الخَطْمِي (6) ، عَنْ عُمَارة بْنِ خُزيمة، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيف: أَنَّ رَجُلا ضريرَ البَصَرِ أَتَى النبيَّ (ص) فَقَالَ: يَا رسولَ اللَّهِ، ادْعُ اللَّه أَنْ يعافيَني، فأمرَهُ أَنْ يتوضَّأَ ويُصلِّيَ ركعتَيْنِ ويدعوَ: اللَّهُمَّ، إِنِّي أَسْأَلُكَ، وَأَتَوجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ، يَا مُحَمَّدُ، إِنِّي تَوَجَّهْتُ بِكَ إِلَى رَبِّي فِي حَاجَتِي هَذِهِ فَتُقْضَى لِي، اللَّهُمَّ شَفِّعْهُ فِيّ هَكَذَا رَوَاهُ (1) عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، عَنْ شُعبة، حدَّثنا بِهِ أَبُو سَعِيدِ بْنُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ القَطَّان عَنْ عثمان بن عمر وَرَوَاهُ [معاذُ بنُ هِشَامٍ] (1) ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِي أُمامة بْن سَهْل بْن حُنَيف، عَنْ عَمِّهِ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيف، عن النبيِّ (ص)

فسمعتُ أَبَا زُرْعَةَ يَقُولُ: الصَّحيحُ حديثُ شُعبة.

قَالَ أَبُو مُحمَّد: حكَمَ أَبُو زُرْعَةَ لشُعْبة؛ وذلك: لم يكن عنده أنَّ (2) أحدا تابَعَ (3) هِشَام (4) الدَّسْتَوَائِيَّ، ووجدت عندي: عن يونس ابن عبد الأعلى، عَنْ يَزِيد (1) بْن وَهْب، عَنْ أَبِي سَعِيد التَّمِيمِيّ- يَعْنِي: شَبِيبَ بنَ سَعِيد- عَنْ رَوْح بْنِ الْقَاسِم، عَنْ أَبِي جَعْفَر، عَنْ أَبِي أُمَامَة بن سَهْل بْن حُنَيف، عَنْ عمَّه عُثْمَانَ بْنِ حُنَيف (2) ، عن النبيِّ (ص) ... مثل حديثِ هشامٍ الدَّسْتَوَائِي، وأشبع

متنا، ورَوْحُ بنُ الْقَاسِمِ ثقةٌ يُجمَعُ حديثُهُ؛ فاتفاقُ الدَّسْتَوَائِيِّ ورَوْحِ بنِ الْقَاسِمِ يدلُّ عَلَى أنَّ رواتيهما أصحُّ

ابی حاتم نے اس روایت کو شعبہ کی سند سے صحیح کہا ہے جس کو ترمذی نے حسن کہا تھا

راقم کہتا ہے سند صحیح بھی ہو لیکن متن منکر ہے

روایت میں رسول اللہ کا وسیلہ لینے کا حکم ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب کیا گیا ہے
اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- نَبِيِّ الرَّحْمَةِ، يَا مُحَمَّدُ، إِنِّي تَوَجَّهْتُ بِكَ إِلَى رَبِّي فِي حَاجَتِي هَذِهِ فتقضى، اللهم فشفعه في" وغيره

دعا کرنے کی درخواست پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا ہی کی ہے یہ واحد روایت ہے جس میں وسیلہ کا حکم ہے- مثلا صحیح احادیث میں ہے کہ ایک عورت جس کو مرگی کا دورہ پڑتا تھا اس نے دعا کی درخواست کی تو اپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے دعا کی – جنگ خیبر کے موقعہ پر علی آئے اور خبر کی کہ آنکھ میں اشوب چشم ہے اس پر اپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعاب دھن لگا کر دعا کی - دیگر احادیث میں بھی ایسا ہی ہے یہاں تک کہ جنگ تبوک کے بعد منافقین کے لئے بھی دعا کی ان کو یہ نہ کہا کہ اَتَوَجّہُ إِلَيكَ بِنَبِیّكَ مُحَمَّدٍ کہو لہذا ترمذی کی یہ حدیث شاذ ہے لائق حجت نہیں ہے

قبر النبی اور آسمان سے بارش برسنا

سنن دارمی میں ہے

"ایک مرتبہ مدینہ کے لوگ سخت قحط میں مبتلا ہو گئے۔ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے (اپنی دگرگوں حالت کی) شکایت کی۔ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: حضور نبی اکرم ﷺ کی قبرِ مبارک کے پاس جاؤ اور اس سے ایک کھڑکی آسمان کی طرف اس طرح کھولو کہ قبرِ انور اور آسمان کے درمیان کوئی پردہ حائل نہ رہے۔ راوی کہتے ہیں کہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ پس بہت زیادہ بارش ہوئی حتی کہ خوب سبزہ اُگ آیا اور اونٹ اتنے موٹے ہوگئے کہ (محسوس ہوتا تھا) جیسے وہ چربی سے پھٹ پڑیں گے۔ لہٰذا اُس سال کا نام ہی "عام الفتق" (سبزہ وکشادگی کا سال) رکھ دیا گیا۔"

الألباني نے «المشكاة» 3/ 1676 (5950): میں کہا ہے کہ إسناده ضعيف، اس کی اسناد ضعیف ہیں

ڈاکٹر عثمانی لکھتے ہیں

قبرِ نبیؐ کے وسیلہ سے بارش

ایک غلط روایت یہ بنائی گئی ہے کہ اہل مدینہ پر شدید قحط پڑا۔ لوگوں نے عائشہؓ سے شکایت کی تو عائشہؓ نے کہا کہ نبیؐ کی قبر کے اوپر روشندان بنا دو تاکہ قبر اور آسمان کے درمیان کوئی چیز حائل نہ رہے۔ پس لوگوں نے یہی کیا اور ایسی بارش ہوئی کہ اس کی زرخیزی سے سبزہ لہلہا اُٹھا اور اُونٹ چربی کی زیادتی سے پھول گئے اور اس سال کا نام "عام الفتق" پڑ گیا۔ (سنن دارمی صـ۲۵۔ مشکوٰۃ صـ۵۴۵)

اِس روایت کی سند یوں ہے۔ حدثنا ابوالنعمان ثنا سعيد بن زيد بن زيد ثنا عمرو بن مالك النكري ثنا ابوالجوزاء۔ اس روایت میں متعدد کمزوریاں ہیں (۱) سعید بن زید کو نسائی نے کہا ہے کہ قوی نہیں ہے۔ یحییٰ بن سعید کہتے ہیں کہ ضعیف ہے (میزان الاعتدال جلد۱ صـ۳۸۱) (۲) ابوالجوزاءؒ کا عائشہؓ سے سماع نہیں ہے۔ امام بخاری کہتے ہیں "فی اسنادہ نظر"۔ ثابت ہوا کہ یہ روایت منقطع بھی ہے اور ضعیف بھی۔ (التاریخ الکبیر للبخاری صـ۱۷ اجلد۲ قسم۲۔ میزان الاعتدال جلد۱ صـ۱۲۹۔ تہذیب التہذیب جلد۱ صـ۳۸)

بعض حضرات جو یہ کہتے ہیں کہ ہم بزرگوں کی قبروں پر اس لئے حاضری دیتے ہیں کہ وہاں اللہ کے نیک بندے دفن ہیں اور وہاں دُعائیں زیادہ قبول ہوتی ہیں تو یہ بات بے اصل ہے اور اس چیز سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے روکا ہے۔

بحر الحال امت کے جمہور نے اس عمل کو پذیرائی دی اور علماء نے اس عمل میں آسانی کے لئے گنبد میں

ایک روشن دان بھی بنوا دیا

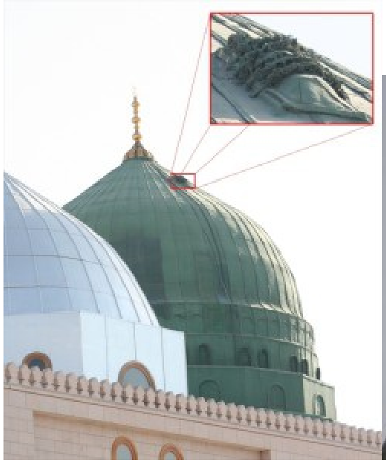

السمہودی (المتوفی: 911ھ) کتاب وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفیٰ میں لکھتے ہیں کہ مسجد النبی میں آگ لگنے سے پہلے ابن رشد (المتوفی ۵۲۰ ھ) تک حجرہ کے اوپر سوۓ مسجد کی چھت کے کوئی چھت نہ تھی

السمہودی مزید لکھتے ہیں

سنة أهل المدينة في أعوام الجدب

قال: قحط أهل المدينة قحطا شديدا، فشكوا إلى عائشة رضي الله عنها فقالت:

فانظروا قبر النبي صلّى الله عليه وسلّم، فاجعلوا منه كوة إلى السماء حتى لا يكون بينه وبين السماء سقف، ففعلوا، فمطروا حتى نبت العشب وسمنت الإبل حتى تفتقت من الشحم، فسمي عام الفتق.

قال الزين المراغي: واعلم أن فتح الكوة عند الجدب سنة أهل المدينة حتى الآن، يفتحون كوة في سفل قبة الحجرة: أي القبة الزرقاء المقدسة من جهة القبلة، وإن كان السقف حائلا بين القبر الشريف وبين السماء.

قلت: وسنتهم اليوم فتح الباب المواجه للوجه الشريف من المقصورة المحيطة بالحجرة، والاجتماع هناك، والله أعلم.

(ابی الجوزاء کی اوپر والی روایت بیان کرنے کے بعد)

زین المراغی کہتے ہیں: اور جان لو کہ یہ **کوۃ** روشن دان قحط پر کھولنا اہل مدینہ کی سنت ہے آج تک ، حجرہ کے اوپر گنبد کے نچلے حصے میں **کوۃ** روشندان کھولتے ہیں یعنی قبہ الزرقا المقدس قبلے کی جانب سے اگر قبر اور آسمان کے درمیان چھت حائل ہو

السمہودی کہتے ہیں میں کہتا ہوں: اور آج کل ان کی سنت ہے کہ حجرہ کے سامنے مقصورہ کی دیوار میں دروازہ کھولتے ہیں اور وہاں جمع ہوتے ہیں

کوۃ یا سوراخ یا شباک یا کھڑکی کو اس تصویر میں بھی دیکھا جا سکتا ہے

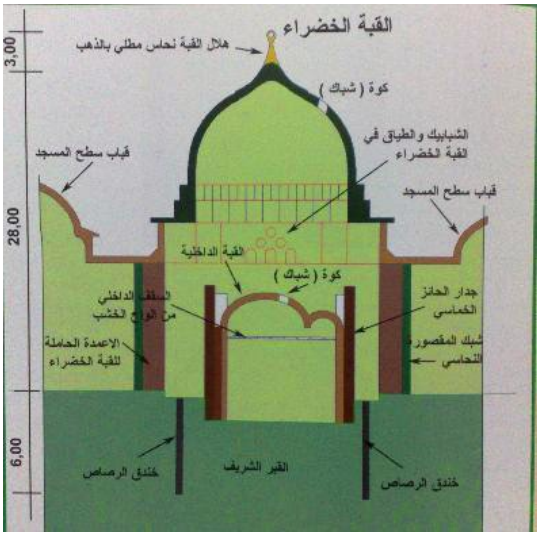

کوۃ نہ صرف گنبد میں ہے بلکہ حجرہ عائشہ کی چھت میں بھی ہے جو ایک اندرونی گنبد ہے
واضح رہے کہ ۵۲۰ھ سے قبل نہ اندرونی گنبد تھا نہ گنبد الخضراء

مالک الدار والی روایت

حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ مَالِكِ الدَّارِ، قَالَ: وَكَانَ خَازِنَ عُمَرَ عَلَى الطَّعَامِ، قَالَ: أَصَابَ النَّاسَ قَحْطٌ فِي زَمَنِ عُمَرَ، فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، اسْتَسْقِ لِأُمَّتِكَ فَإِنَّهُمْ قَدْ هَلَكُوا، فَأَتَى الرَّجُلَ فِي الْمَنَامِ فَقِيلَ لَهُ: " ائْتِ عُمَرَ فَأَقْرِئْهُ السَّلَامَ، وَأَخْبِرْهُ أَنَّكُمْ مُسْتَقِيمُونَ وَقُلْ لَهُ: عَلَيْكَ الْكَيْسُ، عَلَيْكَ الْكَيْسُ "، فَأَتَى عُمَرَ فَأَخْبَرَهُ فَبَكَى عُمَرُ ثُمَّ قَالَ: يَا رَبِّ لَا آلُو إِلَّا مَا عَجَزْتُ عَنْهُ

مالک دار سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں لوگ قحط میں مبتلا ہو گئے۔ ایک صحابی نبی کریم ﷺ کی قبر اطہر پر آئے اور عرض کیا۔ یا رسول ﷺ آپ اپنی امت کے لئے بارش مانگئے کیونکہ وہ ہلاک ہو گئی۔(مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الفضائل، حدیث نمبر 32002، مکتبہ الرشد، ریاض، سعودی عرب)

الأَعْمَشِ مدلس عن سے روایت کر رہا ہے ضعیف ہے۔ ابن حجر حسب روایت اپنی ناقص تحقیق فتح الباری میں پیش کرتے ہیں کہتے ہیں

وروى بن أَبِي شَيْبَةَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ مِنْ رِوَايَةِ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ مَالِكٍ الدَّارِيِّ وَكَانَ خَازِنُ عُمَرَ قَالَ أَصَابَ النَّاسَ قَحْطٌ فِي زَمَنِ عُمَرَ فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ

اللَّهِ اسْتَسْقِ لِأُمَّتِكَ فَإِنَّهُمْ قَدْ هَلَكُوا فَأَتَى الرَّجُلَ فِي الْمَنَامِ فَقِيلَ لَهُ ائْتِ عُمَرَ الْحَدِيثَ وَقَدْ رَوَى سَيْفٌ فِي الْفُتُوحِ أَنَّ الَّذِي رَأَى الْمَنَامَ الْمَذْكُورَ هُوَ بِلَالُ بْنُ الْحَارِثِ الْمُزَنِيُّ أَحَدُ الصَّحَابَةِ وَظَهَرَ بِهَذَا كُلِّهِ مُنَاسَبَةُ التَّرْجَمَةِ لِأَصْلِ هَذِهِ الْقِصَّةِ أَيْضًا وَاللَّهُ الْمُوَفِّقُ

ابن ابي شیبہ نے صحیح اسناد سے روایت کیا ہے أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ سے انہوں نے مَالِكِ الدَّارِيّ سے جو عمر کے خازن ہے کہ لوگوں کو قحط ملا دور عمر میں پس وہ قبر نبوی پر آئے اور کہا یا رسول الله اپنی امت کے لئے بارش طلب کریں کیونکہ وہ ہلاک ہو گئی ہے پس نیند میں (یعنی خواب) میں ایک شخص آیا اس نے پوچھا تم عمر ہو اور اس کو سیف نے فتوح میں روایت کیا کہ جو خواب میں نظر آیا وہ بِلَالُ بْنُ الْحَارِثِ الْمُزَنِيُّ ہے اصحاب رسول میں سے ایک اور اس سب سے ظاہر ہے کہ اس قصہ کی اصل بھی ہے وَاللَّهُ الْمُوَفِّقُ

مسند الفاروق میں ابن کثیر اس کو پیش کر کے کہتے ہیں

هذا إسناد جيد قوي

اس کی سند اچھی بہت قوی ہے

مالک الدّار ایک مجہول شخص ہے افسوس ابن حجر اور ابن کثیر نے وسیلہ کی بد عقیدتی پھیلا دی ہے

البیہقی نے اس کو دلائل النبوة 7 / 47 میں باب ما جاؤ فی رؤیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی المنام ذکر کیا ہے رسول اللہ کو خواب میں دیکھا جا سکتا ہے

کتاب المجالسة وجواهر العلم از إبو بكر إحمد بن مروان الدينوری المالکی (المتوفى : 333ھ) کے مطابق

قَالَ أَبُو بَكْرٍ الْمَالِكِيُّ: مَالِكُ الدَّارِ هَذَا هُوَ مَالِكُ بْنُ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ، وَسُمِّيَ مَالِكُ الدَّارِ، لِأَنَّ عُمَرَ وَلَّاهُ دَارَ الصَّدَقَةِ

امام بخاری کہتے ہیں مَالِكُ بنُ أَوْسٍ، قَالَ بَعْضُهُم: لَهُ صُحْبَةٌ، وَلاَ يَصِحّ مَالِکُ بنُ اَوْسٍ بعض نے کہا یہ صحابی ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے

طبقات ابن سعد کے مطابق مالک الدار اصل میں مالک بن عیاض الدار مولی عمر ہیں - ابن إبی حاتم نے الجرح میں اور امام بخاری نے تاریخ الکبیر اس پر سکوت کیا ہے جو مجھول راویوں کے ساتھ کا معاملہ ہے المنذری (المتوفى: 656ھ) کتاب الترغيب والترهيب من الحديث الشريف میں مالک الدار اور عمر رضی اللہ

عنہ کی ایک دوسری روایت پر لکھتے ہیں

وَمَالک الدَّار لَا إِعرفهُ

اور مالک الدار کو نہیں جانتا

ہیثمی بھی یہی کہتے ہیں

الهيثمي في ((مجمع الزوائد)) (3/ 127): مالک الدار لم إعرفه

مالک الدار میں اس کو نہیں جانتا

نخب الأفكار في تنقيح مباني الأخبار في شرح معاني الآثار از الحنفي بدر الدين العيني (المتوفى: 855ھ) کے مطابق ابن المدینی مالک الدار کو مجهول کہتے ہیں

مالك بن عياض مولى عمر بن الخطاب - رضي الله عنه -؛ قال ابن المديني: مجهول. وذكره ابن حبان في "الثقات". وروى له إبو داود وابن ماجه.

یعنی احناف متقدمین میں یہ مالک الدار مجهول ہے

ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا قبر النبی سے وسیلہ لینا

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو، حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، قَالَ: أَقْبَلَ مَرْوَانُ يَوْمًا فَوَجَدَ رَجُلًا وَاضِعًا وَجْهَهُ عَلَى الْقَبْرِ، فَقَالَ: أَتَدْرِي مَا تَصْنَعُ؟ فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ فَإِذَا هُوَ أَبُو أَيُّوبَ، فَقَالَ: نَعَمْ، جِئْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ آتِ الْحَجَرَ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «لَا تَبْكُوا عَلَى الدِّينِ إِذَا وَلِيَهُ أَهْلُهُ، وَلَكِنْ ابْكُوا عَلَيْهِ إِذَا وَلِيَهُ غَيْرُ أَهْلِهِ»

دائود بن صالح سے مروی ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز مروان آیا اور اس نے دیکھا کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی مزارِ انور پر اپنا منہ رکھے ہوئے تو اس (مروان) نے کہا: کیا تو جانتا ہے کہ تو کیا کررہا ہے؟ جب مروان اس کی طرف بڑھا تو دیکھا وہ صحابی رسول ﷺ ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ تھے۔ اور انھوں نے جواب دیا۔ ہاں میں جانتا ہوں۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا ہوں ”لم ات الحجر“ میں کسی پتھر کے پاس نہیں آیا۔ (مسند امام احمد بن حنبل، حدیث نمبر 23646، مطبوعہ دارالفکر

، بیروت)

اسکی سند میں داود بن صالح ہے کتاب إكمال تهذيب الكمال في أسماء الرجال از مغلطاى بن قليج الحنفى (المتوفى: 762ہ) کے مطابق

ذكره العقيلي وابن الجاورد في «جملة الضعفاء».

وخرج الحاكم حديثه في «المستدرك».

وقال ابن حبان: يروى الموضوعات عن الثقات حتى كأنه متعمد لها.

یہ ضعیف راویوں میں سے ہے

مغلطای حنفی ہیں یہاں بھی متقدمین احناف اس روایت کو ضعیف سمجھتے ہیں

-- باب ۳ : التوسل بالاستغاثہ کے دلائل --

جنگ یمامہ میں اصحاب رسول کا یا محمداہ کی پکار لگانا

تاریخ طبری میں ہے

كتب إلي السري، عن شعيب، عن سيف، عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ يَرْبُوعٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي سُحَيْمٍ قَدْ شَهِدَهَا مَعَ خَالِدٍ، قَالَ: لَمَّا اشْتَدَّ الْقِتَالُ.....ثُمَّ بَرَزَ خَالِدٌ، حَتَّى إِذَا كَانَ أَمَامَ الصَّفِّ دَعَا إِلَى الْبِرَازِ وَانْتَمَى، وَقَالَ: أَنَا ابْنُ الْوَلِيدِ الْعود، أَنَا ابْنُ عَامِرٍ وَزَيْدٍ! وَنَادَى بِشِعَارِهِمْ يَوْمَئِذٍ، وَكَانَ شِعَارُهُمْ يَوْمَئِذٍ: يَا مُحَمَّدَاهُ! فَجَعَلَ لا يَبْرُزُ لَهُ أَحَدٌ إِلا قَتَلَهُ، وَهُوَ يَرْتَجِزُ:

طاہر القادری کتاب التوحید میں لکھتے ہیں

''میں ولید کا بیٹا ہوں، میں عامر و زید کا بیٹا ہوں۔ اور پھر آپ نے مسلمانوں میں مروّج نعرہ بلند کیا، اور ان دنوں ان کا جنگی نعرہ ''**یا محمداہ**'' (اے محمدؐ! مدد فرمایئے) تھا۔''

اس روایت میں ''یا محمداہ'' کے الفاظ کے ذریعے سے توسُّل کیا جارہا ہے اور اس عمل کا ارتکاب کرنے والے بھی صحابہ کرام ﷽ ہیں۔ پس حضور نبی اکرم ﷺ کی ذاتِ اقدس سے توسُّل سنت صحابہ ٹھہرا۔

راقم کہتا ہے اس کی سند میں الضحاک بن یربوع ہے - کتاب میزان الاعتدال فی نقد الرجال از شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان بن قَايْماز الذہبی (المتوفى : 748ھ) میں ہے

الضحاك بن يربوع. قال الأزدي: حديثه ليس بالقائم.

الضحاك بن يربوع. الأزدي نے کہا اس کی حدیث کے پیر نہیں ہیں

مزید یہ کہ سند میں رَجُلٍ مِنْ بَنِي سُحَيْمٍ مجہول ہے

اسی طرح کی ایک روایت پیش کی جاتی ہے جو واقدی کی کتاب فتوح الشام میں ہے – واقدی نے لکھا

مسعود بن عون العجی نے کہا میں نے وہ لشکر دیکھا جو جس کو ابو عبیدہ بن جراح نے کعب بن ضمرہ رضی اللہ عنہما کو ایک ہزار کا لشکر دے کر حلب کی طرف روانہ کیا. جب وہ حلب پہنچے تو یوقنا پانچ ہزار

افراد کے ساتھ حملہ آور ہوا. مسلمان جم کر لڑے اتنے میں پانچ ہزار اوراں نے حملہ کر دیا. اس خطرناک صورتحال میں کعب بن جمرہ نے جھنڈا تھامے ہوئے بلند آواز سے نعرہ لگایا یا محمد! یا محمد یا نصراللہ انزل. یا محمد یا محمد اے اللہ کی مدد نزول فرما. مسلمان ان کے گرد جمع ہو گئے اور کمال ثابت قدمی سے لڑے اور فتح پائی. (فتوح الشام, جلد 1 ص 96)

اس کی سند ہے

قال مسعود بن عون العجي شهدت الخيل التي بعثها أبو عبيدة طلائع مع كعب بن ضمرة وكنت فيها يوم التقى الجمعان وقد خرج علينا الكمين ونحن في القتال ونحن لا نظن أن لهم كمينا يطلع من ورائنا وإذا بأصوات حوافر الخيل أكبت علينا وأيقنا بالهلكة بعدما كنا موقنين بالغلبة وصرنا في وسط عسكر الكفار فلم يكن لنا بد من القتال فافترقت المسلمون ثلاث فرق فرقة منهم منهزمة وفرقة قصدت قتال الكمين وفرقة مع كعب بن ضمرة قصدت قتال يوقنا ومن معه قال مسعود بن عون فلله در كندة يؤمئذ لقد قاتلوا قتالا شديدا وأبلوا بلاء حسنا ووهبوا أنفسهم لله تعالى حتى قتل منهم ذلك اليوم مائة رجل في مقام واحد وعمل أهل الكمين عملا عظيما وكعب بن ضمرة قلق على المسلمين فجاهد عنهم وهو يجول بالراية وينادي يا محمد يا محمد يا نصر الله انزل معاشر المسلمين اثبتوا انما هي ساعة ويأتي النصر وأنتم الأعلون

اس سند میں مسعود بن عون العجی مجہول الحال ہے[12]

ابن کثیر نے البدایہ و النہایہ میں لکھا ہے

وَقَالَ: أَنَا ابْنُ الْوَلِيدِ الْعَوْدِ، أَنَا ابْنُ عَامِرٍ وَزَيْدٍ، ثُمَّ نَادَى بِشِعَارِ الْمُسْلِمِينَ- وَكَانَ شِعَارُهُمْ يَوْمَئِذٍ يَا مُحَمَّدَاهُ

ابن الوليد العود نے ابن عامر اور زید سے خبر دی کہ پھر مسلمانوں نے شعار اس دن کیا یا محمداہ

سند میں ابْنُ الْوَلِيدِ الْعَوْدِ مجہول ہے- دوران جنگ ایک خفیہ کلمہ بولا جاتا تھا کہ ایک ہی لشکر والے ایک دوسرے کو پہچان سکیں اور دشمن جان کر قتل نہ کر دیں – یہ شعار اس اثر کے مطابق یا محمداہ کہنا تھا – اس طرح یہ توسل ہر گز نہیں تھا - الکامل از ابن اِثیر میں یہی مطلب لیا گیا ہے

وَكَانَ شِعَارُهُمْ: يَا مُحَمَّدَاهُ! فَلَمْ يَبْرُزْ إِلَيْهِ أَحَدٌ إِلَّا قَتَلَهُ.

ان کا شعار تھا یا محمداہ پس یہ مبارزت کے لئے آگے نہ بڑھتے الا یہ کہ قتل کریں

اعینوا یا عباد اللہ؟ یا عباد اللہ : احسبوا علی؟

سورہ الانعام آیت ۷۱ میں ہے

قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلٰٓى اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ كَالَّذِى اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِيْنُ فِى الْاَرْضِ حَيْرَانَ ۖ لَهٗٓ اَصْحٰبٌ يَّدْعُوْنَهٗٓ اِلَى الْهُدَى ائْتِنَا ۗ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ۖ وَاُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (71)

انہیں کہہ دو کہ کیا ہم اللہ کے سوا انہیں پکاریں جو ہمیں نہ نفع پہنچا سکیں اور نہ نقصان دے سکیں اور کیا ہم الٹے پاؤں پھر جائیں اس کے بعد کہ اللہ نے ہمیں سیدھی راہ دکھائی ہے اس شخص کی طرح جسے زمین میں شیاطین نے راستہ بھلا دیا ہو تو وہ بھٹک گیا ہو، اس کے ساتھی اسے راستے کی طرف بلاتے ہوں کہ ہمارے پاس چلا آ، کہہ دو کہ اللہ نے جو راہ بتلائی وہی سیدھی ہے، اور ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم پروردگار عالم کے تابع رہیں

آیت میں حکم ہے کہ غیر اللہ کو نہیں پکارا جائے گا ، ایسا کام وہی کرے گا جو بیاباں میں بھٹک جائے اور گمراہ ہو جائے

مسند ابو یعلی میں ہے

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عُمَرَ بْنِ شَقِيقٍ، حَدَّثَنَا مَعْرُوفُ بْنُ حَسَّانَ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " إِذَا انْفَلَتَتْ دَابَّةُ

أَحَدِكُمْ بِأَرْضٍ فَلَاةٍ فَلْيُنَادِ: يَا عِبَادَ اللَّهِ احْبِسُوا، يَا عَبَّادَ اللَّهِ احْبِسُوا، فَإِنَّ لِلَّهِ حَاضِرًا فِي الأَرْضِ سَيَحْبِسُهُ "

[حكم حسين سليم أسد] : إسناده ضعيف

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کسی کا جانور گم جائے پس پکارے اے اللہ کے بندوں اس جابور کو قید کرو

البوصیریؒ نے "إتحاف الخيرة المهرة" (7/ 500) میں کہا ہے :

وهذا إسناد ضعيف؛ لضعف معروف بن حسان

المناوي الفیض "1/ 307 میں کہا : قال ابن حجر: حديث غريب، ومعروف بن حسان منكر الحديث وقد تفرد به وفيه انقطاع أيضا-

ابن حجر کہتے ہیں یہ حدیث غریب ہے اور معروف بن حسان منکر الحدیث ہے اور اس کا تفرد ہے اور سند میں انقطاع بھی ہے

”جب تم میں سے کسی کی سواری جنگل بیاباں میں چھوٹ جائے تو اس (شخص) کو (یہ) پکارنا چاہیئے: اے اللہ کے بندو! میری سواری پکڑ دو، اے اللہ کے بندو! میری سواری پکڑ دو، کیوں کہ اللہ تعالٰی کے بہت سے (ایسے) بندے اس زمین میں ہوتے ہیں، وہ اس کو (اس کی سواری) پکڑا دیں گے۔“

حضرت عتبہ بن غزوانی ﷺ حضور نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

إِذَا أَضَلَّ أَحَدُكُم شَيْأً أَوْ أَرَادَ أَحَدُكُمْ عَوْنًا وَ هُوَ بِأَرْضٍ لَيْسَ بِهَا أَنِيسٌ فَلْيَقُلْ يَا عِبَادَ اللهِ أَغِيثُونِي يَا عِبَادَ اللهِ أَغِيثُوْنِي فَإِنَّ لِلهِ عِبَادًا لَا نَرَاهُمْ وَ قَدْ جُرِّبَ ذَلِكَ ۔[1]

”جب تم میں سے کسی کی کوئی شے گم ہو جائے اور تم میں سے کوئی مدد چاہے اور وہ ایسی جگہ ہو کہ جہاں اس کا کوئی مددگار بھی نہ ہو تو اسے چاہیئے کہ کہے: اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو، یقیناً اللہ تعالیٰ کے ایسے بھی بندے ہیں جنہیں ہم دیکھ تو نہیں سکتے (لیکن وہ لوگوں کی مدد کرنے پر مامور ہیں) اور یہ آزمودہ بات ہے (کہ ایسا کرنے سے انسان کو اللہ تعالیٰ کے ان بندوں سے مدد حاصل ہوتی ہے)۔“

اس قسم کی ایک روایت عتبَة بن غَزوَان سے بھی مروی ہے جو مجھے نہیں ملی البتہ اس کا ذکر الشوکانی

نے تحفة الذاكرين بعدة الحصن الحصين من كلام سيد المرسلين میں کیا ہے
حَدِيث عتبَة بن غزوَان عَن النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم قَالَ إِذا ضل على أحدكُم شَيْء وَأَرَادَ أحدكُم عونا وَهُوَ بِأَرْض فلاة لَيْسَ بهَا أحد فَلْيقل يَا عباد الله أعينوا يَا عباد الله أعينوا يَا عباد الله أعينوا فَإِن لله عباد لَا يراهم قَالَ فِي مجمع الزَّوَائِد وَرِجَاله وثقوا على ضعف فِي بَعضهم إِلَّا أَن زيد بن عَليّ لم يدْرك عتبَة
مجمع الزوائد ومنبع الفوائد أز أبو الحسن نور الدين علي بن أبي بكر بن سليمان الهيثمي (المتوفى: 807هـ) میں لکھتے ہیں

رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ، وَرِجَالُهُ وُثِّقُوا عَلَى ضَعْفٍ فِي بَعْضِهِمْ، إِلَّا أَنَّ زَيْدَ بْنَ عَلِيٍّ لَمْ يُدْرِكْ عُتْبَةَ.

اس کو طبرانی نے روایت کیا ہے اس کے رجال ثقہ ہیں جن میں بعض میں کمزوری ہے الا یہ کہ زید بن علی نے
عُتْبَة کو نہیں پایا

افسوس شوکانی نے اس کے باوجود لکھا

وَفِي الحَدِيث دَلِيل على جَوَاز الِاسْتِعَانَة بِمن لَا يراهم الْإِنْسَان من عباد الله من الْمَلَائِكَة وصالحي الْجِنّ وَلَيْسَ فِي ذَلِك بَأْس كَمَا يجوز للْإنْسَان أَن يَسْتَعِين ببني آدم إِذا عثرت دَابَّته أَو انفلتت

اس حدیث سے دلیل ہے ان سے مدد کے جواز کی جو اللہ کے بندے نظر نہ آتے ہوں فرشتوں میں سے یا صالح جنوں میں سے اس میں کوئی برائی نہیں ہے جیسا یہ جائز ہے کہ انسان بنی آدم سے مدد لے جب اس کا جانور مر جائے یا کھو جائے

غیر مقلد شوکانی نے قریب ۲۰۰ سال پہلے یہ بھی لکھا

قلت وَحكى لي بعض شُيُوخنَا الْكِبَار فِي الْعلم أَنَّهَا انفلتت دَابَّته أظنها بغلة وَكَانَ يعرف هَذَا الحَدِيث فقاله فحبسها الله عَلَيْهِ فِي الْحَال وَكنت أَنا مرّة مَعَ جمَاعَة فانفلتت مَعنا بَهِيمَة فعجزوا عَنْهَا فقلته فوقفت فِي الْحَال بِغَيْر سَبَب

میں کہتا ہوں مجھ سے حکایت کیا ہمارے علم کے اکابر شیوخ نے کہ اگر جانور کھو جائے یہ حدیث معلوم ہو تو ان (الفاظ کو) کہے پس اللہ کافی ہو گا اور ایک بار میں ایک جماعت میں تھے ہمارا جانور کھو گیا ہم عاجز ہو گئے پس ہم نے یہ کہا تو مل گیا بلا سبب کے

دور جدید کے غیر مقلد البانی سلسلة الأحاديث الضعيفة : 108/2، 109، ح655 میں کہتے ہیں

العبادات لا تؤخذ من التجارب، سيما ما كان منها في أر غيي كهذا الحديث، فلا يجوز الميل الي تصحيحه، كيف وقد تمسك به بعضهم في جواز الاستغاثه بالموتي عند الشدائد، وهو شرك خالص، والله المستعان !

عبادات تجربوں سے اخذ نہیں کی جا سکتیں، خصوصًا ایسی عبادات جو کسی غیبی امر کے بارے میں ہوں، جیسا کہ یہ حدیث ہے، لہٰذا تجربے کی بنیاد پر اس کو صحیح قرار دینے کی طرف میلان کرنا جائز نہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے، جب کہ بعض لوگوں نے اس سے مصیبتوں پر مرنے والوں سے مدد مانگنے پر بھی استدلال کیا ہے۔ یہ خالص شرک ہے، اللہ محفوظ فرمائے

راقم کہتا ہے البانی کی بات صحیح ہے البتہ اہل حدیث کا دین میں عقائد میں ارتقاء جاری ہے

کتاب مجمع الزوائد ومنبع الفوائد از إبو الحسن نور الدين علي بن إبي بكر بن سليمان الهيثمي (المتوفى: 807ھ) میں ہے

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَالَ: " «إِنَّ لِلَّهِ مَلَائِكَةً فِي الْأَرْضِ سِوَى الْحَفَظَةِ، يَكْتُبُونَ مَا يَسْقُطُ مِنْ وَرَقِ الشَّجَرِ، فَإِذَا أَصَابَ أَحَدَكُمْ عَرْجَةٌ بِأَرْضِ فَلَاةٍ فَلْيُنَادِ: أَعِينُوا عِبَادَ اللَّهِ» ". رَوَاهُ الْبَزَّارُ، وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ.

إن لله ملائكة في الأرض سوى الحفظة يكتبون ما يسقط من ورق الشجر، فإذا أصاب أحدكم عرجة بأرض فلاة، فليناد: أعينوا عباد الله۔ (۱)

”بے شک زمین میں اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ایسے بھی ہیں جو محافظ فرشتوں کے علاوہ ہیں۔ درخت کا جو پتا بھی گرتا ہے وہ اسے لکھ لیتے ہیں۔ پس جب تم میں سے کسی شخص کو جنگل میں اذیت پہنچے تو وہ یوں نداء کرے: ”أعينوا عباد الله (اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو)“۔

یہ روایت مسند البزار بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا أَصَابَهُ شَيْءٌ بِأَرْضٍ فَلَاةٍ 3128 میں بیان ہوئی ہے

- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْحَاقَ، ثنا مِنْجَابُ بْنُ الْحَارِثِ، ثنا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبَانِ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: " إِنَّ لِلَّهِ مَلَائِكَةً فِي الْأَرْضِ، سِوَى الْحَفَظَةِ، يَكْتُبُونَ مَا يَسْقُطُ مِنْ وَرَقِ الشَّجَرِ، فَإِذَا أَصَابَ أَحَدُكُمْ عَرْجَةً،

بِأَرْضٍ فَلاةٍ، فَلْيُنَادِ: أَعِينُوا، عِبَادَ اللَّهِ ".
قَالَ الْبَزَّارُ: لا نَعْلَمُهُ يُرْوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا اللَّفْظِ إلا بِهَذَا الإِسْنَادِ

ابن عباس سے مروی ہے کہ زمین میں حفاظت والے فرشتوں کے علاوہ بھی اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہوتے ہیں جو درختوں کے گرنے والے پتوں کو لکھتے ہیں۔ جب تم میں سے کسی کو ویرانے میں چلتے ہوئے پاؤں میں موچ آ جائے تو وہ کہے : اللہ کے بندو ! میری مدد کرو۔

إبان بن صالح بن عمیر القرشی نے مجاہد سے انھوں نے ابن عباس سے روایت کیا ہے – سند میں حاتم بن إسماعيل المدنی بھی ہے جس کو ثقة مشہور صدوق بھی کہا گیا ہے اور نسائی کی جانب سے لیس بالقوی قوی نہیں بھی کہا گیا ہے - إكمال تهذيب الكمال فی إسماء الرجال از مغلطای میں ہے

ذكره ابن خلفون في «الثقات» قال: قال أبو جعفر البغدادي: سألت أبا عبد الله عن حاتم بن إسماعيل فقال: ضعيف.

ابن خلفوٓن نے اس کا ذکر ثقات میں کیا ہے اور ابو جعفر البغدادی نے کہا میں نے امام ابو عبد اللہ سے اس کے بارے میں پوچھا تو کہا ضعیف ہے

کتاب مسائل الإمام إحمد لابنہ عبداللہ میں ہے امام احمد کے بیٹے عبد اللہ نے بیان کیا کہ ان کے باپ احمد بن حنبل نے کہا

حَدثنَا قَالَ سَمِعت ابي يَقُول حججْت خمس حجج مِنْهَا ثِنْتَيْنِ رَاكِبًا وَثَلَاثَة مَاشِيا اَوْ ثِنْتَيْنِ مَاشِيا وَثَلَاثَة رَاكِبًا فضللت الطَّرِيق فِي حجَّة وَكنت مَاشِيا فَجعلت اقول يَا عباد الله دلونا على الطَّرِيق فَلم ازل اقول ذَلِك حَتَّى وَقعت الطَّرِيق اَوْ كَمَا قَالَ ابي

میرے باپ نے کہا میں نے پانچ حج کیے جن میں دو سواری پر اور تین چل کر کیے یا کہا تین سواری پر اور دو پیدل - تو مجھ پر حج کا راستہ کھو گیا اور میں پیدل چل رہا تھا تو میں نے کہنا شروع کر دیا

اللہ کے بندو ! مجھے راستہ بتاؤ۔ میں مسلسل کہتا رہا حتی کہ صحیح راستے پر آ گیا – ایسا میرے باپ نے کہا

سوال ہے کہ کیا فرشتوں کو مدد کے لئے پکارا جا سکتا ہے ؟ یہ تو مشرکین مکہ کا عمل تھا وہ دیویوں کو

فرشتے سمجھ کر ان کو پکارتے تھے

فرشتوں سے مدد مانگنا کیا اللہ سے مدد مانگنے کے مترادف ہے ؟ میرے علم میں یہ تو یہ شرک ہے[13]
غیر مقلدوں کے شمارہ محدث شمارہ:76 مئی جون 1979 جمادی الاول جمادی الثانی مضمون اَعِینُونی یَا عِبَادَ اللّٰہ از عزیز زبیدی میں ہے

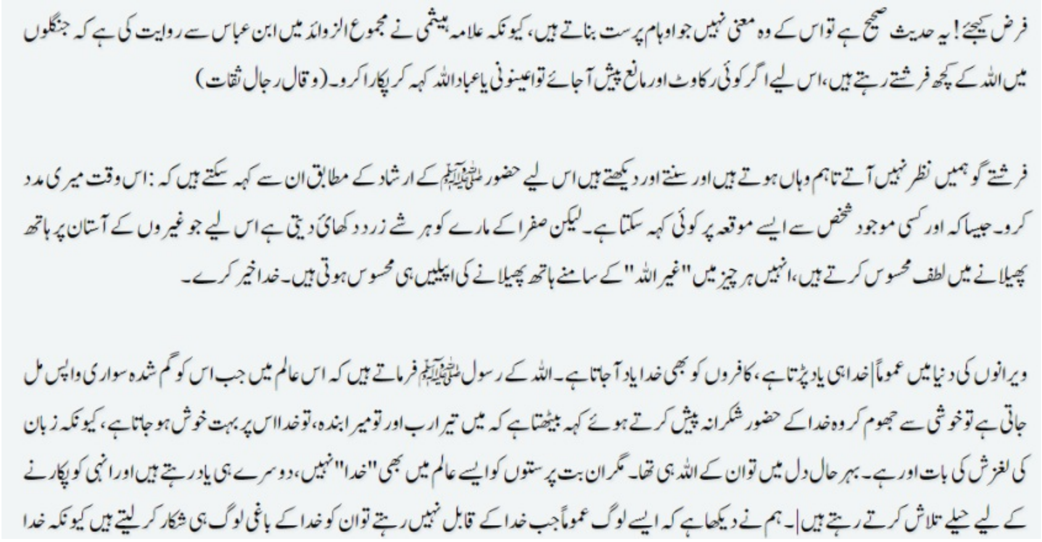
فرض کیجئے! یہ حدیث صحیح ہے تو اس کے وہ معنی نہیں جو اوہام پرست بناتے ہیں، کیونکہ علامہ ہیثمی نے مجموع الزوائد میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جنگلوں میں اللہ کے کچھ فرشتے رہتے ہیں، اس لیے اگر کوئی رکاوٹ اور مانع پیش آجائے تو اعینونی یا عباداللہ کہہ کر پکارا کرو۔ (و قال رجال ثقات)

فرشتے گو ہمیں نظر نہیں آتے تاہم وہاں ہوتے ہیں اور سنتے اور دیکھتے ہیں اس لیے حضور ﷺ کے ارشاد کے مطابق ان سے کہہ سکتے ہیں کہ: اس وقت میری مدد کرو۔ جیساکہ اور کسی موجود شخص سے ایسے موقعہ پر کوئی کہہ سکتا ہے۔ لیکن صفرا کے مارے کو ہر شے زرد دکھائی دیتی ہے اس لیے جو غیروں کے آستان پر ہاتھ پھیلانے میں لطف محسوس کرتے ہیں، انہیں ہر چیز میں "غیر اللہ" کے سامنے ہاتھ پھیلانے کی اپیلیں ہی محسوس ہوتی ہیں۔ خدا خیر کرے۔

ویرانوں کی دنیا میں عموماً خدا ہی یاد پڑتا ہے، کافروں کو بھی خدا یاد آجاتا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں کہ اس عالم میں جب اس کو گم شدہ سواری واپس مل جاتی ہے تو خوشی سے جھوم کر وہ خدا کے حضور شکرانہ پیش کرتے ہوئے کہہ بیٹھتا ہے کہ میں تیرا رب اور تو میرا بندہ، تو خدا اس پر بہت خوش ہو جاتا ہے، کیونکہ زبان کی لغزش کی بات اور ہے۔ بہر حال دل میں تو ان کے اللہ ہی تھا۔ مگر ان بت پرستوں کو ایسے عالم میں بھی "خدا" نہیں، دوسرے ہی یاد رہتے ہیں اور انہی کو پکارنے کے لیے حیلے تلاش کرتے رہتے ہیں۔ ہم نے دیکھا ہے کہ ایسے لوگ عموماً جب خدا کے قابل نہیں رہتے تو ان کو خدا کے باغی لوگ ہی شکار کر لیتے ہیں کیونکہ خدا

فرشتوں کو مدد کے لئے پکارنا غیر مقلدین کے ہاں جائز ہے - راقم کہتا ہے ویرانوں میں اللہ کے بندے جنات بھی ہوتے ہیں تو پکارنے والا فرشتوں کو پکار رہا ہے ، جنات کو نہیں ، ان غیر مقلدوں کو کیسے معلوم ہو جاتا ہے ؟

اللہ پر سوال کرنے والوں کا حق جتانا

مسند احمد اور سنن ابن ماجہ کی ایک حدیث ہے

حَدَّثَنَا يَزِيدُ، أَخْبَرَنَا فُضَيْلُ بْنُ مَرْزُوقٍ، عَنْ عَطِيَّةَ الْعَوْفِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ - فَقُلْتُ لِفُضَيْلٍ: رَفَعَهُ؟ قَالَ: أَحْسِبُهُ قَدْ رَفَعَهُ - قَالَ: " مَنْ قَالَ حِينَ يَخْرُجُ إِلَى الصَّلَاةِ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِحَقِّ السَّائِلِينَ عَلَيْكَ، وَبِحَقِّ مَمْشَايَ فَإِنِّي لَمْ أَخْرُجْ أَشَرًا وَلَا بَطَرًا، وَلَا رِيَاءً وَلَا سُمْعَةً، خَرَجْتُ اتِّقَاءَ سَخَطِكَ، وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِكَ، أَسْأَلُكَ أَنْ تُنْقِذَنِي مِنَ النَّارِ، وَأَنْ تَغْفِرَلِي ذُنُوبِي، إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ، وَكَّلَ اللَّهُ بِهِ سَبْعِينَ أَلْفَ مَلَكٍ يَسْتَغْفِرُونَ لَهُ، وَأَقْبَلَ اللَّهُ عَلَيْهِ بِوَجْهِهِ حَتَّى يَفْرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ "

عَطِيَّةَ الْعَوْفِيِّ سے مروی ہے (فُضَيْلُ بْنُ مَرْزُوقٍ نے کہا گمان ہے کہ عَطِيَّةَ الْعَوْفِيِّ نے اس حدیث کو رفع کیا یعنی قول نبوی قرار دیا) کہ ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ نے کہا جو نماز سے نکلے وہ کہے : اے اللہ میں تجھ سے اس حق سے سوال کرتا ہوں جو سوال کرنے والوں کو تیرے اوپر ہے ، اور اپنے اس چلنے کے حق کی وجہ سے، کیونکہ میں غرور، تکبر، ریا اور شہرت کی نیت سے نہیں نکلا، بلکہ تیرے غصے سے بچنے اور تیری رضا چاہنے کے لیے نکلا، میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے جہنم سے پناہ دیدے، اور میرے گناہوں کو معاف کر دے، اس لیے کہ گناہوں کو تیرے علاوہ کوئی نہیں معاف کر سکتا" تو اللہ تعالیٰ اس کی جانب متوجہ ہو گا، اور ستر ہزار فرشتے اس کے لیے دعائے مغفرت کریں گے"۔

شعیب الأرناؤوط اور البانی نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے – سند میں عطیہ العوفی سخت ضعیف ہے

حدیث غار

اللہ تعالی کو نیک عمل کے وسیلہ کا واسطہ دیا جا سکتا ہے۔ اس سلسلے میں ایک حدیث پیش کی جاتی ہے جس کو حدیث غار کہا جاتا ہے۔ اس کو امام مسلم نے صحیح میں باب بَاب قِصَّةِ أَصْحَابِ الْغَارِ الثَّلَاثَةِ وَالتَّوَسُّلِ بِصَالِحِ الْأَعْمَالِ ح 2743 میں بیان کیا ہے یعنی تین اصحاب غار کا واقعہ اور اعمال صالحہ کو وسیلہ بنانے کے بیان میں اور امام بخاری نے صحیح میں نقل کیا ہے

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَقَ الْمُسَيَّبِيُّ حَدَّثَنِي أَنَسٌ يَعْنِي ابْنَ عِيَاضٍ أَبَا ضَمْرَةَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ بَيْنَمَا ثَلَاثَةُ نَفَرٍ يَتَمَشَّوْنَ أَخَذَهُمْ الْمَطَرُ فَأَوَوْا إِلَى غَارٍ فِي جَبَلٍ فَانْحَطَّتْ عَلَى فَمِ غَارِهِمْ صَخْرَةٌ مِنْ الْجَبَلِ فَانْطَبَقَتْ عَلَيْهِمْ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ انْظُرُوا أَعْمَالًا عَمِلْتُمُوهَا صَالِحَةً لِلَّهِ فَادْعُوا اللَّهَ تَعَالَى بِهَا لَعَلَّ اللَّهَ يَفْرُجُهَا عَنْكُمْ فَقَالَ أَحَدُهُمْ اللَّهُمَّ إِنَّهُ كَانَ لِي وَالِدَانِ شَيْخَانِ كَبِيرَانِ وَامْرَأَتِي وَلِي صِبْيَةٌ صِغَارٌ أَرْعَى عَلَيْهِمْ فَإِذَا أَرَحْتُ عَلَيْهِمْ حَلَبْتُ فَبَدَأْتُ بِوَالِدَيَّ فَسَقَيْتُهُمَا قَبْلَ بَنِيَّ وَأَنَّهُ نَأَى بِي ذَاتَ يَوْمٍ الشَّجَرُ فَلَمْ آتِ حَتَّى أَمْسَيْتُ فَوَجَدْتُهُمَا قَدْ نَامَا فَحَلَبْتُ كَمَا كُنْتُ أَحْلُبُ فَجِئْتُ بِالْحِلَابِ فَقُمْتُ عِنْدَ رُءُوسِهِمَا أَكْرَهُ أَنْ أُوقِظَهُمَا مِنْ نَوْمِهِمَا وَأَكْرَهُ أَنْ أَسْقِيَ الصِّبْيَةَ قَبْلَهُمَا وَالصِّبْيَةُ يَتَضَاغَوْنَ عِنْدَ قَدَمَيَّ فَلَمْ يَزَلْ ذَلِكَ دَأْبِي وَدَأْبَهُمْ حَتَّى طَلَعَ الْفَجْرُ فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي فَعَلْتُ ذَلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ لَنَا مِنْهَا فُرْجَةً نَرَى مِنْهَا السَّمَاءَ فَفَرَجَ اللَّهُ مِنْهَا فُرْجَةً فَرَأَوْا مِنْهَا السَّمَاءَ وَقَالَ الْآخَرُ اللَّهُمَّ إِنَّهُ كَانَتْ لِيَ ابْنَةُ عَمٍّ أَحْبَبْتُهَا كَأَشَدِّ مَا يُحِبُّ الرِّجَالُ النِّسَاءَ وَطَلَبْتُ إِلَيْهَا نَفْسَهَا فَأَبَتْ حَتَّى آتِيَهَا بِمِائَةِ دِينَارٍ فَتَعِبْتُ حَتَّى جَمَعْتُ مِائَةَ دِينَارٍ فَجِئْتُهَا بِهَا فَلَمَّا وَقَعْتُ بَيْنَ رِجْلَيْهَا قَالَتْ يَا عَبْدَ اللَّهِ اتَّقِ اللَّهَ وَلَا تَفْتَحْ الْخَاتَمَ إِلَّا بِحَقِّهِ فَقُمْتُ عَنْهَا فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي فَعَلْتُ ذَلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ لَنَا مِنْهَا فُرْجَةً فَفَرَجَ لَهُمْ وَقَالَ الْآخَرُ اللَّهُمَّ إِنِّي كُنْتُ اسْتَأْجَرْتُ أَجِيرًا بِفَرَقِ أَرُزٍّ فَلَمَّا قَضَى عَمَلَهُ قَالَ أَعْطِنِي حَقِّي فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ فَرَقَهُ فَرَغِبَ عَنْهُ فَلَمْ أَزَلْ أَزْرَعُهُ حَتَّى جَمَعْتُ مِنْهُ بَقَرًا وَرِعَاءَهَا فَجَاءَنِي فَقَالَ اتَّقِ اللَّهَ وَلَا تَظْلِمْنِي حَقِّي قُلْتُ اذْهَبْ إِلَى تِلْكَ الْبَقَرِ وَرِعَائِهَا فَخُذْهَا فَقَالَ اتَّقِ اللَّهَ وَلَا تَسْتَهْزِئْ بِي فَقُلْتُ إِنِّي لَا أَسْتَهْزِئُ بِكَ خُذْ ذَلِكَ الْبَقَرَ وَرِعَاءَهَا فَأَخَذَهُ فَذَهَبَ بِهِ فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي فَعَلْتُ ذَلِكَ ابْتِغَاءَ

وَجْہِکَ فَافْرُجْ لَنَا مَا بَقِيَ فَفَرَجَ اللَّہُ مَا بَقِيَ

ترجمہ : محمد بن مثنی، اسحاق مسیبی انس، ابن عیاض ابن ضمرہ موسیٰ بن عقبہ نافع حضرت ابن عمر (رض) سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا تین آدمی چل رہے تھے کہ انہیں بارش نے گھیر لیا تو انہوں نے پہاڑ میں ایک غار کی طرف پناہ لی ان کے غار کے منہ پر پہاڑ سے ایک پتھر آکر گرگیا جس سے اس غار کا منہ بند ہوگیا ان میں سے ایک نے کہا اپنے نیک اعمال کو دیکھو جو خالص اللہ کی رضا کے لئے کئے ہوں اور اس کے ذریعہ اللہ سے دعا مانگو شاید اللہ تم سے اس مصیبت کو ٹال دے تو ان میں سے ایک نے عرض کیا اے اللہ میرے والدین بہت بوڑھے تھے اور میری بیوی بھی تھی اور چھوٹے چھوٹے بچے بھی تھے اور میں (جنگل میں مویشی) چرایا کرتا تھا جب میں ان کے پاس شام کو واپس آتا تو دودھ نکالتا تو میں اپنے والدین سے ابتدا کرتا اور انہیں اپنے بچوں سے قبل پلاتا ایک دن جنگل پاس چلا رہے تھے مگر میں نے انہیں دودھ نہیں دیا اور صبح ہونے تک میرا (اور میرے بچوں اور والدین) کا معاملہ یونہی رہا پس تو جانتا ہے کہ میں نے یہ عمل صرف اور صرف تیری رضا کے لئے کیا تھا تو ہمارے لئے کچھ کشادگی فرما دے جس سے ہم آسمان کو دیکھ سکیں پس اللہ نے ان کی لئے اتنی کشادگی فرما دی کہ انہوں نے آسمان دیکھا اور دوسرے نے عرض کیا اے اللہ میری ایک چچا زاد بہن تھی جس سے میں محبت کرتا تھا جس طرح مردوں کو عورتوں سے سخت محبت ہوتی ہے میں نے اس سے اس کی ذات کو طلب کیا یعنی بدکاری کا اظہار کیا تو اس نے ایک سو دینار لانے تک انکار کردیا میں نے بڑی محنت کرکے سو دینار جمع کئے اور اس کے پاس لایا پس جب میں اس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان بیٹھ گیا تو اس نے کہا اے اللہ کے بندے اللہ سے ڈر اور مہر کو اس کے حق (نکاح) کے بغیر نہ کھول میں اس سے کھڑا ہوگیا یا اللہ تجھے یقینا علم ہے کہ میں نے یہ عمل صرف تیری رضا کے لئے کیا ہے پس ہمارے لئے اس غار سے کچھ کشادگی فرما دے پس ان کے لئے (ذرا اور) کھول دیا گیا اور تیسرے نے عرض کیا اے اللہ میں نے ایک مزدور کو فرق چاول مزدوری پر رکھا جب اس نے اپنا کام پورا کرلیا تو کہا میرا حق مجھے دے دو میں نے اسے فرق دینا چاہا تو وہ منہ پھیر کر چلا گیا پس میں اس کے پیچھے زراعت کرتا رہا یہاں تک کہ اس سے گائے اور ان کے چرواہے میرے پاس جمع ہوگئے پس وہ

میرے پاس آیا اور کہنے لگا اللہ سے ڈر اور میرے حق میں مجھ پر ظلم نہ کر میں نے کہا وہ گائیں اور ان کے چرواہے لے جاؤ اس نے کہا اللہ سے ڈر اور مجھ سے مذاق نہ کر میں نے کہا میں تجھ سے مذاق نہیں کر رہا وہ بیل اور ان کے چرواہے لے جاؤ اس نے انہیں لیا اور چلا گیا اگر تیرے علم میں (اے اللہ!) میرا یہ عمل تیری رضا مندی کے لئے تھا تو ہمارے لئے باقی راستہ بھی کھول دے تو اللہ نے باقی راستہ بھی کھول دیا۔

ان تین افراد نے اپنے اپنے دور کے ائمہ یا انبیاء یا صالحین یا اولیاء کا وسیلہ نہیں لیا کہ ان کو دعا میں بجاہ النبی یا بحق فلاں کے ساتھ ذکر کیا ہو۔

--- باب ۴ : وسیلہ لینے پر علماء کی متضاد آراء ---

ائمہ احناف اور وسیلہ کا رد

ائمہ احناف کا فتوی ہے کہ دعا میں بحق فلاں کہنا ممنوع ہے

فقہ حنفی کی کتاب درر الحکام شرح غرر الأحکام از محمد بن فرامرز بن علی الشہیر بملا - إو منلا إو المولی - خسرو (المتوفی: 885ھ) میں ہے

كُرِهَ قَوْلُه فِي دُعَائِهِ (بِحَقِّ فُلَانٍ) وَكَذَا بِحَقِّ أَنْبِيَائِك أَوْ أَوْلِيَائِك أَوْ رُسُلِك أَوْ بِحَقِّ الْبَيْتِ أَوْ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ إذْ لَا حَقَّ لِلْخَلْقِ عَلَى اللَّهِ تَعَالَى،

دعا میں فلاں کا حق دینا پر کراہت ہے کہ ایسی طرح انبیاء کا حق یا اولیاء کا یا بیت اللہ کا یا الْمُشْعَرِ الْحَرَامِ کا کہ خلق کا حق اللہ تعالی پر نہیں ہے

فقہ حنفی کی کتاب الہدایۃ فی شرح بدایۃ المبتدی از علی بن إبی بکر بن عبد الجلیل الفرغانی المرغینانی، إبو الحسن برہان الدین (المتوفی: 593ھ) اور البنایۃ شرح الہدایۃ از إبو محمد محمود بن إحمد بن موسی بن إحمد بن حسین الغیتابی الحنفی بدر الدین العینی (المتوفی: 855ھ) میں ہے

ويكره أن يقول الرجل في دعائه بحق فلان أو بحق أنبياؤك ورسلك"؛ لأنه لا حق للمخلوق على الخالق.

ابن عابدین المتوفی ۱۲۵۲ ھ اپنی کتاب (رد المحتار علی الدر المختار) تعرف باسم حاشیۃ ابن عابدین کے مقدمہ میں لکھتے ہیں کہ

وإنی أسألہ تعالی متوسلا إلیه بنبیه المکرم (ص) وبأهل طاعته من کل ذی مقام علّی معظم، وبقدوتنا الإمام الأعظم، أن یسهل علی ذلک من إنعامه ویعیننی علی إکماله وإتمامه

اور میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں نبی مکرم کے توسل کے ساتھ

حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح شرح نور الإیضاح از اِحمد بن محمد بن إسماعیل الطحطاوی الحنفی میں ہے

قوله: "فيتوسل إليه بصاحبيه" ذكر بعض العارفين أن الأدب في التوسل أن يتوسل بالصاحبين إلى الرسول الأكرم صلى الله عليه وسلم

قول کہ << اپنے اصحاب کے ذریعہ توسل کریں >> اس پر بعض عارفین نے کہا کہ توسل کے ادب میں ہے کہ توسل صاحبین سے ہو کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جائے

اسی وجہ سے آج کل احناف کی بھی کئی اقسام ہیں۔ بعض وسیلہ کے قائل ہیں بعض شرک کہتے ہیں

ائمہ حنابلہ اور وسیلہ کا اثبات

کتاب الفروع ومعہ تصحیح الفروع لعلاء الدین علی بن سلیمان المرداوی کے مطابق

قَالَ أَحْمَدُ فِي مَنْسَكِهِ الَّذِي كَتَبَهُ لِلْمَرُّوذِيِّ: إنَّهُ يَتَوَسَّلُ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي دُعَائِهِ

احمد نے مَنْسَكِهِ میں کہا جو انہوں نے المروزی کے لئے لکھی کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دعائیں کرتے ہیں

کتاب الإنصاف فی معرفۃ الراجح من الخلاف از علاء الدین إبو الحسن علی بن سلیمان المرداوی الدمشقی الصالحہ الحنبلی کے مطابق

قَالَ الْإِمَامُ أَحْمَدُ: الْمَرُّوذِيُّ يَتَوَسَّلُ بِالنَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فِي دُعَائِهِ وَجَزَمَ بِهِ فِي الْمُسْتَوْعِبِ

امام احمد نے کہا المروزی کو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ لیں دعاوں میں

اسی طرح کتاب کشاف القناع عن متن الإقناع از منصور بن یونس بن صلاح الدین ابن حسن بن إدریس البہوتی الحنبلی کے مطابق بھی وسیلہ جائز ہے۔ واضح رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ دعا کرنے کی درخواست کرتے تھے لیکن وفات النبی کے بعد دعا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وسلیہ غلط عمل ہے ۔اس کے بر عکس حنابلہ کے ہاں یہ تلقھا بالقبول کا درجہ رکھتا تھا ۔ اس تحریر "مَنْسَكِهِ " کو چھپا دیا گیا ہے اور اب اس کا ذکر نہیں کیا جاتا۔ امام احمد کے وسیلہ کے قول کا ذکر عبد الوہاب النجدی

نے اپنے فتوی تک میں کیا ہے

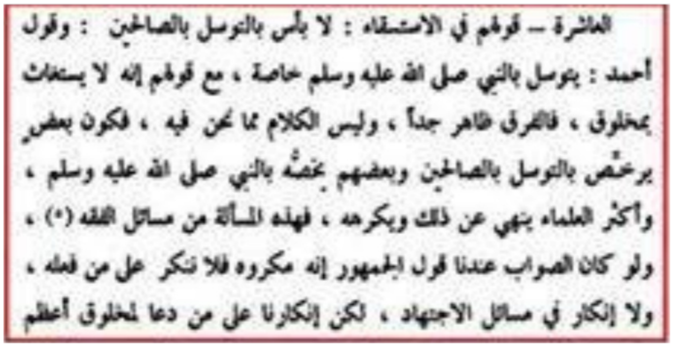

العاشرة – قولهم في الاستسقاء : لا بأس بالتوسل بالصالحين : وقول
أحمد : يتوسل بالنبي صلى الله عليه وسلم خاصة ، مع قولهم إنه لا يستغاث
بمخلوق ، فالفرق ظاهر جداً ، وليس الكلام مما نحن فيه ، فكون بعض
يرخص بالتوسل بالصالحين وبعضهم يخصه بالنبي صلى الله عليه وسلم ،
وأكثر العلماء ينهى عن ذلك ويكرهه ، فهذه المسألة من مسائل الفقه (*) ،
ولو كان الصواب عندنا قول الجمهور إنه مكروه فلا ننكر على من فعله ،
ولا إنكار في مسائل الاجتهاد ، لكن إنكارنا على من دعا لمخلوق أعظم

دسواں مسئلہ ــ علماء اسلام کا قول ہے کہ دعائے استسقاء میں نیکوکاروں کا وسیلہ اختیار کرنے میں کوئی حرج نہیں اور **امام احمد فرماتے ہیں: صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ لینا چاہیئے** ، اسی کے ساتھ ان علماء نے صراحت کے ساتھ یہ بھی کہا کہ کسی بھی مخلوق سے مدد طلب کرنا درست نہیں ، لہٰذا (مدد طلب کرنے اور وسیلہ لینے کے درمیان) فرق بلکل واضح ہے اور ہم جو مسئلہ بیان کر رہے ہیں ، اس پر کوئی اعتراض نہیں ، بعض صالحین توسل کو جائز قرار دیتے ہیں ، تو یہ ایک فقہی مسئلہ ہے ، اگرچہ ہمارے نزدیک صحیح قول جمہور کا ہے کہ توسل مکروہ ہے ، مگر وسیلہ لینے والوں کو ہم غلط بھی نہیں کہتے ، کیونکہ اجتہادی مسائل میں انکار و اعتراض کی گنجائش نہیں ہے ــ (مؤلفات محمد بن عبد الوہاب / فتاویٰ و مسائل ، جلد ۴ ، صفحہ ۶۸)

البانی کتاب التوسل اِنواعہ واِحکامہ میں اعتراف کرتے ہیں کہ امام احمد نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ لینے کو جائز کیا ہے

فأجاز الإمام أحمد التوسل بالرسول صلى الله عليه وسلم وحده فقط، وأجاز غيره كالإمام الشوكاني التوسل به وبغيره من الأنبياء والصالحين

پس امام احمد نے صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ لینے کو جائز قرار دیا ہے اور دیگر نے جیسے امام شوکانی نے انبیاء و صالحین سے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے وسیلہ لینے کو جائز کیا ہے

محدثین اور وسیلہ کا اثبات

ابن حبان مردوں کے سننے کے قائل تھے

اور نیک و صالحین کی قبور پر جا کر دعا کرتے اور وہ ان کے مطابق قبول بھی ہوتیں

وما حلت بي شدة في وقت مقامي بطوس, فزرت قبر علي بن موسى الرضا صلوات الله على جده وعليه ودعوت الله إزالتها عني إلا أستجيب لي, وزالت عني تلك الشدة, وهذا شيء جربته مرارا, فوجدته كذلك

طوس میں قیام کے وقت جب بھی مجھے کوئی پریشانی لاحق ہوئی ، میں نے (امام) علی بن موسی الرضا صلوات اللہ علی جدہ وعلیہ کی قبر کی زیارت کی، اور اللہ سے اس پریشانی کے ازالہ کے لئے دعاء کی ۔تو میری دعاقبول کی گئی،اورمجھ سے وہ پریشانی دورہوگئی۔اوریہ ایسی چیز ہے جس کامیں نے بارہا تجربہ کیا تو اسی طرح پایا

[الثقات لابن حبان، ط دار الفكر: 8/ 456]

قبروں سے فیض حاصل کرنے اور مردوں کے سننے کے ابن حبان قائل تھے[14]

کہا جاتا ہے کہ ابن حبان صالحین کی قبروں کی زیارت کے وقت کودعاء کی قبولیت کاوقت سمجھتے ہوں گے لیکن ایسا کسی حدیث میں نہیں لہٰذا یہ بدعت ہوئی اور صحیح ابن حبان میں انہوں نے مردوں کے سننے کا عقیدہ کا اثبات کیا ہے

الذھبی سیر الاعلام النبلاء میں لکھتے ہیں[15]

وَرُوِيَ عَنْ أَبِي بَكْرِ بنِ أَبِي عَلِيٍّ، قَالَ: كَانَ ابْنُ المُقْرِئِ يَقُوْلُ: كُنْتُ أَنَا وَالطَّبَرَانِيُّ، وَأَبُو الشَّيْخِ بِالمَدِيْنَةِ، فضَاقَ بِنَا الوَقْتُ، فَوَاصَلْنَا ذَلِكَ اليَوْمَ، فَلَمَّا كَانَ وَقتُ العِشَاءِ حضَرتُ القَبْرَ، وَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ الجُوْعَ (1) ،

فَقَالَ لِي الطَّبَرَانِيُّ: اجلسْ، فَإِمَّا أَنْ يَكُونَ الرِّزْقُ أَوِ المَوْتُ. فَقُمْتُ أَنَا وَأَبُو الشَّيْخِ، فحضرَ البَابَ عَلَوِيٌّ، فَفَتَحْنَا لَهُ، فَإِذَا مَعهُ غُلاَمَانِ بِقفَّتَيْنِ فِيْهِمَا شَيْءٌ كَثِيْرٌ، وَقَالَ: شَكَوْتُمُونِي إِلَى النَّبِيِّ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -؟ رَأَيْتُهُ فِي النَّوْمِ، فَأَمَرَنِي بِحَمْلِ شَيْءٍ إِلَيْكُمْ.

إِلِی بَکْرِ بنِ إِلِی عَلِیٍّ روایت کرتے ہیں کہ ابن المقری نے کہا کہ میں آور طبرانی اور ابو شیخ اصبہانی مدینہ میں تھے کہ وقت ہم پر وقت تنگ ہوا پس ایک روز ہم ملے جب عشاء کا وقت تھا – قبر (النبی) پر حاضر ہوئے اور میں نے کہا اے رسول اللہ بھوک! اس پر طبرانی نے کہا بیٹھ جاؤ کہ کوئی کھانا دے اور موت آئے- پس میں (المقری) بیٹھ گیا اور ابو شیخ بھی کہ باب علوی سامنے تھا پس وہ کھلا اور دو غلام آئے قفتیں لے کر جس میں کوئی بڑی چیز تھی اور کہا تم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے شکوہ کیا ان کو نیند میں دیکھا انھوں نے یہ حکم کیا کہ یہ چیز تم کو دوں

اولیاء کی قبور پر جا کر اپنے لئے دعا کرنا

ذہبی کتاب سیر اعلام النبلاء ،ج ۹ ص ۳۴۴ ، میں لکھتے ہیں

وعن ابراهيم الحربي ، قال • قبر معروف (الكرخي) الترياق المجرب

اور ابراہیم حربی کہتے ہیں کہ معروف (کرخی) کی قبر مجرب تریاق ہے

الذهبی، سیر الاعلام النبلاء ج ۹ ص ۳۴۳ پر اس بات کی تائید کرتے ہیں

يُرِيْدُ إِجَابَةَ دُعَاءِ المُضْطَرِ عِنْدَهُ؛ لأَنَّ البِقَاعَ المُبَارَكَةَ يُسْتَجَابُ عِنْدَهَا الدُّعَاءُ، كَمَا أَنَّ الدُّعَاءَ فِي السَّحَرِ مَرْجُوٌّ، وَدُبُرَ المَكْتُوْبَاتِ، وَفِي المَسَاجِدِ، بَلْ دُعَاءُ المُضْطَرِ مُجَابٌ فِي أَيِّ مَكَانٍ اتَّفَقَ، اللَّهُمَّ إِنِّي مُضْطَرٌ إِلَى العَفْوِ، فَاعْفُ عَنِّي

ابراہیم حربی کی مراد یہ ہے کہ معروف کرخی کی قبر کے پاس مضطر آدمی کی دعا قبول ہوتی ہے ، کیونکہ مبارک مقامات کے پاس دعا قبول ہوتی ہے ، جیسا کہ سحری کے وقت ،اور فرض نمازوں کے بعد ،اور مساجد میں ،بلکہ مضطر آدمی کی دعا ہر جگہ قبول ہو تی ہے

امام احمد کہتے ہیں بحر الدم (1010) بحوالہ موسوعۃ إقوال الإمام إحمد بن حنبل فی رجال الحدیث وعللہ، دار الکتب

وقال إحمد: معروف من الأبدال، وہو مجاب الدعوۃ

احمد کہتے ہیں معروف ابدال میں سے ہیں اور ان کی دعا قبول ہوتی ہے

امام احمد صوفیوں کے مدح تھے اور ان کے شاگرد ابراہیم الحربی صوفی معروف الکرخی کی قبر کو تریاق المجرب کہتے تھے

تاریخ بغداد باب ما ذکر فی مقابر بغداد المخصوصة بالعلماء والزہاد از خطیب بغدادی میں ہے ابو علی الخلال جن کا ذکر خطیب نے صاحب أَحْمَد بْن حنبل کے نام سے کیا ہے ان کے بارے میں بتایا کہ

أَخْبَرَنَا الْقَاضِي أَبُو مُحَمَّد الْحَسَن بْن الحسين بْن مُحَمَّد بْن رامين الإستراباذي، قَالَ: أخبرنا أَحْمَد بْن جعفر بْن حمدان القطيعي، قَالَ: سمعت الْحَسَن بْن إِبْرَاهِيمَ أبا عَلِيّ الخلال، يقول: ما همني أمر فقصدت قبر مُوسَى بْن جعفر، فتوسلت به إلا سهل الله تعالى لي ما أحب.

القطیعی، نے کہا میں نے ابو علی الخلال کو کہتے سنا جب کسی امر میں الجھ جاتا ہوں تو قبر موسی بن جعفر پر جاتا ہوں ان کا توسل لیتا ہوں

اس کی سند صحیح ہے

تاریخ بغداد کی امام شافعی کی روایت ہے

أَخْبَرَنَا الْقَاضِي أَبُو عَبْد اللَّهِ الْحُسَيْنُ بْن عَلِيّ بْن مُحَمَّد الصيمري قال أنبأنا عمر بن إبراهيم قال نبأنا عَلِيّ بْن ميمون قَالَ: سمعت الشافعي يقول: إني لأتبرك بأبي حنيفة وأجيء إِلَى قبره في كل يوم- يَعْنِي زائرا- فإذا عرضت لي حاجة صليت ركعتين وجئت إِلَى قبره وسألت الله تعالى الحاجة عنده، فما تبعد عني حتى تقضى

امام شافعی نے کہا کہ میں امام ابو حنیفہ کی قبر پر جاتا تھا تبرک کے لئے

سند میں عُمَرُ بْنُ إِسحاق بْنِ إِبْرَاہِیمَ مجھول ہے

علی بن میمون الرقی ایک صاحب ہیں لیکن امام الشافعی کے اصحاب میں سے نہیں ہیں

غیر مقلدین اور وسیلہ کا رد

مجموع فتاوی میں ابن تیمیة، الجزء الأول، ص 347 پر کہتے ہیں

وَرَأَيْت فِي فَتَاوِي الْفَقِيهِ أَبِي مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ السَّلَامِ قَالَ: لَا يَجُوزُ أَنْ يُتَوَسَّلَ إلَى اللَّهِ بِأَحَد مِنْ خَلْقِهِ إلَّا بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إنْ صَحَّ حَدِيثُ الْأَعْمَى: فَلَمْ يُعْرَفْ صِحَّتُهُ - ثُمَّ رَأَيْت عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ وَأَبِي يُوسُفَ وَغَيْرِهِمَا مِنْ الْعُلَمَاءِ أَنَّهُمْ قَالُوا: لَا يَجُوزُ الْإِقْسَامُ عَلَى اللَّهِ بِأَحَدٍ مِنْ الْأَنْبِيَاءِ وَرَأَيْت فِي كَلَامِ الْإِمَامِ أَحْمَدَ أَنَّهُ فِي النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

میں نے فَتَاوِي الْفَقِيهِ أَبِي مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ السَّلَامِ میں دیکھا کہ کہا کسی کے لئے جائز نہیں کہ مخلوق میں سے کسی کا وسیلہ لے سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اگر اندھے والی حدیث صحیح ہے – اس کی صحت کا علم بھی نہیں ہے – پھر میں نے دیکھا کہ ابو حنیفہ نے اور ابو یوسف نے اور دیگر علماء نے کہ وہ کہتے ہیں کسی کے لئے جائز نہیں کہ ان (وسیلہ کی اقسام کو انبیاء میں سے کسی کی بھی اللہ کے لئے جائز کرتے ہوں اور میں نے امام احمد کا کلام دیکھا کہ وہ جائز کرتے ہیں

یہ دلائل ثابت کرتے ہیں کہ امام احمد توسل کے قائل تھے جبکہ یہ بدعت اور شرک ہے

سعودی عرب کی علمی تحقیقات اور فتاوی جات کی دائمی نے فتوی نمبر 433 میں کہا ہے

جنوں سے مدد مانگنا اور ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے یا کسی کو نقصان یا فائدہ پہنچانے کی غرض سے ان کی پناہ ڈھونڈھنا عبادت میں شرک کرنا ہے، کیونکہ یہ جن سے فائدہ حاصل کرنے کے زمرے میں آتا ہے جیسے جن کا اس کے سوال کا جواب دینا اور اس کی ضرورت پوری کرنا اسی طرح انسان کی جانب سے جن کی تعظیم کرنے اور اس کا سہارا لینے نیز اپنی خواہش پوری کرنے کے لیے اس کی مدد طلب کرنے سے جن کا مستفید ہونا لازم آتا ہے۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ وسیلہ کا رد و اثبات کیا جاتا رہا ہے- مقبول احمد سلفی، اسلامی سنٹر،طائف، سعودی عرب کے سلفی مفتی لکھتے ہیں

یہ ساری آیات بین ثبوت ہیں کہ مردے نہ تو ہماری بات سنتے ہیں اور نہ ہی ہم انہیں سناسکتے ہیں بلکہ قیامت تک ہماری پکار سے غافل ہیں ،اگر سن بھی لیں تو وہ نفع ونقصان کا کچھ بھی اختیار نہیں رکھتے لہٰذا معلوم یہ ہواکہ صرف اللہ کو ہی پکارا جائے گا۔

آخر میں ایک بات کی طرف اشارہ کرنا چاہتا ہوں کہ کیرالہ اور کرناٹک وغیرہ میں مذکورہ بالا حدیث کو لیکر سلفیوں کے درمیان بھی یہ مسئلہ نزاع کا باعث بناہواہے جبکہ ایسا نہیں ہونا چاہئے تھا۔ جب حدیث ہی سرے سے قابل استناد نہیں تو بات ہی ختم اور اگر اسلاف میں سے کسی نے اس حدیث پر عمل بھی کیا ہوتو انہوں نے نہ تو جن سے مدد طلب کی اور نہ ہی ولیوں اور قبر والوں کو پکارا بلکہ انہوں نے ویسے ہی پکارا جیسے پکارنے کا حدیث میں حکم ملا ہے اور وہ ہے فرشتوں کو پکارنا جیساکہ میں نے وہ حدیث بھی

پیش کردی جس میں فرشتوں کی جماعت کا ذکر ہے[16] ۔

راقم کہتا ہے اصل مسئلہ یہی ہے کہ امام احمد نے شرک کیا لیکن اس کو یہ غیر مقلدین واضح نہیں بولتے - اس کی تفصیل اگلے باب میں ہے –

باب ۵ : فرشتوں کو پکارنا - سلف کا ایک عقیدہ

اللہ تعالی نے قرآن میں حکم دیا ہے کہ صرف اسی کو پکارا جائے- انبیاء کی خبریں دیں کی انہوں نے مصیبت و پریشانی میں صرف الہ واحد کو پکارا- مشرکین مکہ اس کے برعکس فرشتوں کو پکارتے ان کو عورت کی شکل میں رکھتے یعنی لات عزی اور منات- قرآن میں ہے

أَفرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزَّى وَمَنَاةَ الثَّالِثَةَ الأُخْرَى أَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الأُنْثَى تِلْكَ إِذًا قِسْمَةٌ ضِيزَى إِنْ هِيَ إِلا أَسْمَاءٌ سَمَّيْتُمُوهَا أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ بِهَا من سُلْطَان

کیا تم نے اللّات، العُزّیٰ اور ایک اور تیسری مَنَاۃَ کو دیکھا؟ کیا تمہارے لئے تو ہوں لڑکے اور اس کے لئے لڑکیاں؟ یہ تو بڑی غیر منصفانہ تقسیم ہوئی! یہ تو صرف چند نام ہیں، جو تم نے اور تمہارے اباؤ اجداد نے رکھ دیے ہیں، اللہ کی طرف سے ان پر کوئی سند نہیں اتری

اللات طائف میں، العُزّیٰ مکہ میں اور مَنَاۃ مدینہ میں عربوں کی خاص دیویاں تھیں

الکلبی (المتوفی: 204ھ) کی کتاب الاصنام میں ہے

عرب طواف میں پکارتے

وَاللاتِ وَالْعُزَّى وَمَنَاةِ الثَّالِثَةِ الأُخْرَى ... فَإِنَّهُنَّ الْغَرَانِيقُ الْعُلَى وَإِنَّ شفاعتهن لَتُرْتَجَى

اور اللاتِ اور العُزّیٰ اور ایک اور تیسری مَنَاۃَ

یہ تو بلند پرند نما حسین (دیویاں) ہیں اور بے شک ان کی شفاعت کو نجتی (قبول کی جاتی) ہے

کتاب غریب الحدیث از ابن الجوزی کے مطابق

تِلْكَ الغرانيق الْعلَا قَالَ ابْن الْأَعرَابِي الغرانيق الذُّكُور من الطير
وَاحِدهَا غرنوق وغرنيق وَكَانُوا يدعونَ أَن الْأَصْنَام تشفع لَهُم فشبهت بالطيور الَّتِي ترْتَفع إِلَى السَّمَاء
وَيجوز أَن تكون الغرانيق جمع الغرانق وَهُوَ الْحسن

یہ تو بلند غرانیق ہیں — ابن الاعرابی کہتے ہیں غرانیق سے مراد نر پرندے ہیں جن کا واحد غرنوق ہے اور

غرنیق ہے یہ مشرکین ان (دیویوں) کو اس نام سے اس لئے پکارتے تھے کیونکہ یہ بت ان کے لئے شفاعت کرتے اور (نر) پرندے بن کر جاتے جو آسمان میں بلند ہوتے اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس سے مراد حسن ہو

تاج العروس اور غریب الحدیث از ابن قتیبہ میں کہا گیا ہے کہ غرانیق سے مراد طيور الماء طويلة العنق

پانی کے پرندے ہیں جن کی طویل گردن ہوتی ہے- اردو میں ان کو بگلا کہتے ہیں مشرکین نے فرشتوں کو بگلے بنا دیا اور پھر ان کو دیوی کہا- قرآن میں ایک مقام پر فرمان باری تعالیٰ ہے

وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِن قِطْمِيرٍ ★ إِن تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دُعَاءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوا مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُونَ بِشِرْكِكُمْ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيرٍ

(فاطر 13 – 14)

اور جن لوگوں کو یہ مشرکین اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ کھجور کی گٹھلی کے باریک غلاف کے برابر بھی کسی چیز کے مالک نہیں ہیں۔ اگر تم ان کو پکارو تو وہ تمہاری پکار کو سن نہیں سکتے اور اگر وہ سن بھی لیں تو تمہاری مراد پوری نہیں کر سکتے اور قیامت کے روز یہ لوگ تمہارے شرک سے لاعلمی کا اظہار کریں گے اور آپ کو (اللہ) خبیر کی طرح کوئی خبر نہیں دے سکتا

اس کے برعکس ایک روایت کو امت میں صحیح قرار دے کر فرشتوں کو پکارنے کا جواز پیدا کیا گیا ہے- یہ روایت مسند البزار بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا أَصَابَهُ شَيْءٌ بِأَرْضِ فَلاةٍ 3128 میں بیان ہوئی ہے

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْحَاقَ، ثنا مِنْجَابُ بْنُ الْحَارِثِ، ثنا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبَانِ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: " إِنَّ لِلَّهِ مَلائِكَةً فِي الأَرْضِ، سِوَى الْحَفَظَةِ، يَكْتُبُونَ مَا يَسْقُطُ مِنْ وَرَقِ الشَّجَرِ، فَإِذَا أَصَابَ أَحَدُكُمْ عَرْجَةً، بِأَرْضِ فَلاةٍ، فَلْيُنَادِ: أَعِينُوا، عِبَادَ اللَّهِ ".

قَالَ الْبَزَّارُ: لا نَعْلَمُهُ يُرْوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا اللَّفْظِ إِلا بِهَذَا الإِسْنَادِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

إن لله ملائكة في الأرض سوى الحفظة، يكتبون ا سقط من ورق الشجر، فإذا أصاب أحدكم عرجة بأرض

فلاة، فلیناد : أعینوا عباداللہ.

زمین میں حفاظت والے فرشتوں کے علاوہ بھی اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہوتے ہیں جو درختوں کے گرنے والے پتوں کو لکھتے ہیں۔ جب تم میں سے کسی کو ویرانے میں چلتے ہوئے پاؤں میں موچ آ جائے تو وہ کہے : اللہ کے بندو ! میری مدد کرو۔

الْبَزَّارُ کہتے ہیں ہم نہیں جانتے کہ اس کو نبی علیہ السلام سے کسی نے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہو سوائے اس سند سے

راقم کہتا ہے یہ سند ضعیف ہے-اِبان بن صالح بن عمیر القرشی نے مجاہد سے انہوں نے ابن عباس سے روایت کیا ہے – سند میں حاتم بن إسماعیل المدنی بھی ہے جس کو ثقة مشہور صدوق بھی کہا گیا ہے اور نسائی کی جانب سے لیس بالقوی قوی نہیں بھی کہا گیا ہے –إکمال تہذیب الکمال فی إسماء الرجال از مغلطای میں ہے

ذکرہ ابن خلفون فی «الثقات» قال: قال إبو جعفر البغدادی: سألت إبا عبد اللہ عن حاتم بن إسماعیل فقال: ضعیف.

ابن خلفوُن نے اس کا ذکر ثقات میں کیا ہے اور ابو جعفر البغدادی نے کہا میں نے امام ابو عبد اللہ (یعنی امام احمد) سے اس کے بارے میں پوچھا تو کہا ضعیف ہے

سوال ہے کہ کیا فرشتوں کو مدد کے لئے پکارا جا سکتا ہے ؟ یہ تو مشرکین مکہ کا عمل تھا وہ دیویوں کو فرشتے سمجھ کر ان کو پکارتے تھے

فرشتوں سے مدد مانگنا کیا اللہ سے مدد مانگنے کے مترادف ہے ؟ میرے علم میں یہ تو شرک ہے

افسوس ایک اہل حدیث عالم غلام مصطفےٰ ظہیر امن پوری اس کے برعکس اس حدیث سے فرشتوں کی پکار کو ثابت کرتے ہیں[17]

البتہ اگر ان میں مذکور ”عباداللہ“ سے مراد فرشتے لیے جائیں تو صحیح حدیث سے ان کی تائید ہو جائے گی، جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

إن للہ ملائکة في الأرض سوی الحفظة، یکتبون ا سقط من ورق الشجر، فإذا أصاب أحدکم عرجة بأرض فلاة، فلیناد : أعینوا عباداللہ.

زمین میں حفاظت والے فرشتوں کے علاوہ بھی اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہوتے ہیں جو درختوں کے گرنے والے پتوں کو لکھتے ہیں۔ جب

تم میں سے کسی کو ویرانے میں چلتے ہوئے پاؤں میں موچ آ جائے تو وہ کہے : اللہ کے بندو ! میری مدد کرو۔ (کشف الأستار عن زوائد البزار:3128/1، وسندہ حسن)

حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں رجالہ ثقات. ”اس کے سارے راوی ثقہ ہیں۔“ (مجمع الزوائد:32/10)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں ھذا حدیث حسن الإسناد، غریب جدا .

اس کی سند حسن ہے لیکن یہ انوکھی روایت ہے۔“ (مختصر زوائد البزار:120/2، شرح ابن علان علی الأذکار:15/5)

علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

إنما هم الملائكة، فلا يجوز أن يلحق بهم المسلمون من الجن أو الإنس ممن يسمونهم برجال الغيب من الأولياء والصالحين، سواء كانوا أحياء أو أمواتا، فإن الاستغاثة بهم وطلب العون منهم شرك بين لأنهم لا يسمعون الدعاء، ولوسمعوا لما استطاعوا الاستجابة وتحقيق الرغبة، وهذا صريح في آيات كثيرة، منها قوله تبارك وتعالى : ﴿وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِن قِطْمِيرٍ ★ إِن تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دُعَاءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوا مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُونَ بِشِرْكِكُمْ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيرٍ﴾ (فاطر 13 – 14)

”اس حدیث میں اللہ کے بندوں سے مراد صرف فرشتے ہیں۔ ان کے ساتھ مسلمان جنوں اور ان اولیاء اور صالحین کو ملانا جنہیں غیبی لوگ کہا جاتا ہے، جائز نہیں، خواہ وہ زندہ ہوں یا فوت ہو گئے ہوں۔ ان جنوں اور انسانوں سے مدد طلب کرنا واضح شرک ہے کیونکہ وہ پکارنے والے کی پکار کو سن نہیں سکتے۔ اگر وہ سن بھی لیں تو اس کا جواب دینے یا حاجت روائی کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ قرآن کریم کی بہت سی آیات اس پر شاہد ہیں۔ ایک مقام پر فرمان باری تعالیٰ ہے : (وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِن قِطْمِيرٍ ☆ إِن تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دُعَاءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوا مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُونَ بِشِرْكِكُمْ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيرٍ) (فاطر 13 – 14) ”اور جن لوگوں کو یہ مشرکین اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ کھجور کی گٹھلی کے باریک غلاف کے برابر بھی کسی چیز کے مالک نہیں ہیں۔ اگر تم ان کو پکارو تو وہ تمہاری پکار کو سن نہیں سکتے اور اگر وہ سن بھی لیں تو تمہاری مراد پوری نہیں کر سکتے اور قیامت کے روز یہ لوگ تمہارے شرک سے لاعلمی کا اظہار کریں گے اور آپ کو (اللہ) خبیر کی طرح کوئی خبر نہیں دے سکتا۔“ (سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيء في الأمة:111/2، ح:655)

یعنی اس حدیث میں ماتحت الاسباب مدد مانگنے کا بیان ہے، کیونکہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بیان فرما دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے وہاں ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے نیک بندوں کی اعانت پر مامور کر رکھا ہے۔[18]

راقم کہتا ہے البانی کا قول کہ اس سے مراد فرشتے ہیں اس کی حماقت ہے – یہ حدیث ضعیف و منکر ہے۔ اپنی اس غلط بات کو کہ فرشتوں سے مدد لی جا سکتی ہے غلام مصطفیٰ نے امام احمد سے بھی دلیل لی ہے۔ کتاب مسائل الإمام إحمد لابنہ عبداللہ میں ہے امام احمد کے بیٹے عبد اللہ نے بیان کیا کہ ان کے باپ احمد بن حنبل نے کہا

حَدثنَا قَالَ سَمِعت ابي يَقُول حججْت خمس حجج مِنْهَا ثِنْتَيْنِ رَاكِبًا وَثَلَاثَة مَاشِيا اَوْ ثِنْتَيْنِ مَاشِيا وَثَلَاثَة رَاكِبًا فضللت الطَّرِيق فِي حجَّة وَكنت مَاشِيا فَجعلت اقول يَا عباد الله دلونا على الطَّرِيق فَلم ازل اقول ذَلِك حَتَّى وَقعت الطَّرِيق اَوْ كَمَا قَالَ ابي

میرے باپ نے کہا میں نے پانچ حج کیے جن میں دو سواری پر اور تین چل کر کیے یا کہا تین سواری پر اور دو پیدل – تو مجھ پر حج کا راستہ کھو گیا اور میں پیدل چل رہا تھا تو میں نے کہنا شروع کر دیا اللہ کے بندو ! مجھے راستہ بتاؤ۔ میں مسلسل کہتا رہا حتی کہ صحیح راستے پر آ گیا – ایسا میرے باپ نے کہا

اس کو البانی نے بھی بیان کیا
أن حديث ابن عباس الذي حسنه الحافظ كان الإمام أحمد يقويه، لأنه قد عمل به
حدیث ابن عباس جس کو حافظ ابن حجر نے حسن قرار دیا ہے اس کو امام احمد نے قوی کیا ہے کیونکہ وہ اس پر عمل کرتے تھے
مزید براں البانی نے بھی اس کو منکر نہیں بلکہ حسن کہا قلت: وهذا إسناد حسن كما قالوا میں البانی کہتا ہیں یہ اسناد حسن ہیں جیسا انہوں نے کہا[19]

راقم کہتا ہے مدد و پکار صرف اللہ کا حق ہے – مصیبت میں اللہ ہی کو پکارا جائے۔ افسوس امام احمد کے نزدیک راوی حاتم بن إسماعيل ضعیف تھا لیکن وہ اس ضعیف حدیث پر عمل کرتے تھے کیونکہ ان کا خود کا قول تھا کہ ضعیف سے دلیل لو ۔ عبد اللہ بن احمد اپنے باپ احمد سے کتاب السنہ میں نقل کرتے ہیں[20]

سَأَلْتُ أَبِي رَحِمَهُ الله عَنِ الرَّجُلِ، يُرِيدُ أَنْ يَسْأَلَ، عَنِ الشَّيْءِ، مِنْ أَمْرِ دِينِهِ مَا يُبْتَلَى بِهِ مِنَ الْأَيْمَانِ فِي الطَّلَاقِ وَغَيْرِهِ فِي حَضْرَةِ قَوْمٍ مِنْ أَصْحَابِ الرَّأْيِ وَمِنْ أَصْحَابِ الْحَدِيثِ لَا يَحْفَظُونَ وَلَا يَعْرِفُونَ الْحَدِيثَ الضَّعِيفَ الْإِسْنَادِ وَالْقَوِيَّ الْإِسْنَادِ فَلِمَنْ يَسْأَلُ، أَصْحَابَ الرَّأْيِ أَوْ أَصْحَابَ الْحَدِيثِ عَلَى مَا كَانَ مِنْ قِلَّةِ مَعْرِفَتِهِمْ؟ [ص:181] قَالَ: يَسْأَلُ أَصْحَابَ الْحَدِيثِ وَلَا يَسْأَلُ أَصْحَابَ الرَّأْيِ، الضَّعِيفُ الْحَدِيثِ خَيْرٌ مِنْ رَأْيِ أَبِي حَنِيفَةَ
میں نے اپنے باپ سے اس آدمی کے بارے میں پوچھا جو دین کے کسی کام پر جس سے ایمان برباد نہ ہو جسے طلاق یا دیگر پر اصحاب رائے کے پاس جائے یا ان اصحاب حدیث کے پاس جائے جو حدیث کو صحیح طرح یاد نہیں رکھتے اور قوی الاسناد کو ضعیف الاسناد سے جدا نہیں کر پاتے تو ان دونوں میں سے

کس سے سوال کرے اصحاب رائے سے یا قلّت معرفت والے اصحاب حدیث سے امام احمد نے کہا اصحاب حدیث سے سوال کرے اور اصحاب رائے سے نہیں ایک ضعیف حدیث ابو حنیفہ کی رائے سے بہتر ہے

اس قسم کی ایک روایت عتبَة بن غزوَان سے بھی مروی ہے جو المعجم الکبیر از طبرانی میں ہے
حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ إِسْحَاقَ التُّسْتَرِيُّ، ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى الصُّوفِيُّ، ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَهْلٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عِيسَى، عَنْ زَيْدِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ عُتْبَةَ بْنِ غَزْوَانَ، عَنْ نَبِيِّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " إِذَا أَضَلَّ أَحَدُكُمْ شَيْئًا أَوْ أَرَادَ أَحَدُكُمْ عَوْنًا وَهُوَ بِأَرْضٍ لَيْسَ بِهَا أَنِيسٌ، فَلْيَقُلْ: يَا عِبَادَ اللهِ أَغِيثُونِي، يَا عِبَادَ اللهِ أَغِيثُونِي، فَإِنَّ لِلَّهِ عِبَادًا لَا نَرَاهُمْ " وَقَدْ جُرِّبَ ذَلِكَ
زَيْدِ بْنِ عَلِيٍّ نے کہا عُتْبَةَ بْنِ غَزْوَانَ نے نبی علیہ السلام سے روایت کیا کہ فرمایا جب تم میں سے کسی کی کوئی چیز کھو جائے یا کوئی مدد طلب کرے جو ایسی زمین میں ہے جہاں کوئی دوست نہ ہو تو پس کہے اے اللہ کے بندوں مدد کرو اے عباد اللہ مدد کرو کیونکہ عباد اللہ نظر نہیں آتے- اور میں (طبرانی) نے بھی اس کو آزمایا ہے

افسوس امام سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر اللخمی الشامی، ابو القاسم الطبرانی (المتوفی: 360ھ) نے بھی اس بد عقیدگی کو پھیلایا-اس کا ذکر الشوکانی نے تحفۃ الذاکرین بعدۃ الحصن الحصین من کلام سید المرسلین میں کیا ہے
حَدِيث عتبَة بن غزوَان عَن النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم قَالَ إِذا ضل على أحدكُم شَيْء وَأَرَادَ أحدكُم عونا وَهُوَ بِأَرْض فلاة لَيْسَ بهَا أحد فَلْيقل يَا عباد الله أعينوا يَا عباد الله أعينوا يَا عباد الله أعينوا فَإِن لله عباد لَا يراهم قَالَ فِي مجمع الزَّوَائِد وَرِجَاله وثقوا على ضعف فِي بَعضهم إِلَّا أَن زيد بن عَليّ لم يدْرك عتبَة
مجمع الزوائد ومنبع الفوائد از ابو الحسن نور الدین علی بن ابی بکر بن سلیمان الهیثمی (المتوفی: 807ھ) میں لکھتے ہیں
رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ، وَرِجَالُهُ وُثِّقُوا عَلَى ضَعْفٍ فِي بَعْضِهِمْ، إِلَّا أَنَّ زَيْدَ بْنَ عَلِيٍّ لَمْ يُدْرِكْ عُتْبَةَ.
اس کو طبرانی نے روایت کیا ہے اس کے رجال ثقہ ہیں جن میں بعض میں کمزوری ہے الا یہ کہ زید بن علی نے عُتْبَةَ کو نہیں پایا
افسوس شوکانی نے اس کے باوجود لکھا

وَفِي الحَدِيث دَلِيل على جَوَاز الِاسْتِعَانَة بِمن لَا يراهم الْإِنْسَان من عباد الله من الْمَلَائِكَة وصالحي الْجِنّ وَلَيْسَ فِي ذَلِك بَأْس كَمَا يجوز للْإنْسَان أَن يَسْتَعِين ببني آدم إِذا عثرت دَابَّته أَو انفلتت

اس حدیث سے دلیل ہے ان سے مدد کے جواز کی جو اللہ کے بندے نظر نہ آتے ہوں فرشتوں میں سے یا صالح جنوں میں سے اس میں کوئی برائی نہیں ہے جیسا یہ جائز ہے کہ انسان بنی آدم سے مدد لے جب اس کا جانور مر جائے یا کھو جائے

غیر مقلد شوکانی نے قریب ۲۰۰ سال پہلے یہ بھی لکھا

قلت وَحكى لي بعض شُيُوخنَا الْكِبَار فِي الْعلم أَنَّهَا انفلتت دَابَّته أظنها بغلة وَكَانَ يعرف هَذَا الحَدِيث فَقَالَه فحبسها الله عَلَيْهِ فِي الْحَال وَكنت أَنا مرّة مَعَ جمَاعَة فانفلتت مَعنا بَهِيمَة فعجزوا عَنْهَا فقلته فوقفت فِي الْحَال بِغَيْر سَبَب

میں کہتا ہوں مجھ سے حکایت کیا ہمارے علم کے اکابر شیوخ نے کہ اگر جانور کھو جائے یہ حدیث معلوم ہو تو ان (الفاظ کو) کہے پس اللہ کافی ہو گا اور ایک بار میں ایک جماعت میں تھے ہمارا جانور کھو گیا ہم عاجز ہو گئے پس ہم نے یہ کہا تو مل گیا بلا سبب کے

اصل میں یہ الفاظ امام النووی (المتوفى: 676ھ) کے ہیں جو انہوں نے الاذکار میں لکھے ہیں

روينا في كتاب ابن السني، عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "إذَا انْفَلَتَتْ دابَّةُ أحَدِكُمْ بأرْضِ فَلاةٍ فَلْيُنادِ: يا عِبادَ الله! احْبِسُوا، يا عِبادَ اللَّهِ! احْبِسُوا، فإنَّ لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ في الأرْضِ حاضِرًا سَيَحْبِسُهُ". قلت: حكى لي بعض شيوخنا الكبار في العلم أنه افلتت له دابّة أظنُّها بغلة، وكان يَعرفُ هذا الحديث، فقاله؛ فحبسَها الله عليهم في الحال. وكنتُ أنا مرّةً مع جماعة، فانفلتت منها بهيمةٌ وعجزوا عنها، فقلته، فوقفت في الحال بغيرِ سببٍ سوى هذا الكلام.

کتاب ذم الکلام وأہلہ از أبو إسماعیل عبد اللہ بن محمد بن علی الأنصاری الہروی (المتوفى: 481ھ) میں ہے کہ عبد اللہ بن مبارک نے اس روایت کی سند سفر میں دیکھی

وَضَلَّ ابْنُ الْمُبَارَكِ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ فِي طَرِيقٍ وَكَانَ قَدْ بَلَغَهُ أَنَّ مَنِ اضْطُرَّ فِي مَفَازَةٍ فَنَادَى عِبَادَ اللَّهِ أَعِينُونِي أُعِينَ قَالَ فَجَعَلْتُ أَطْلُبُ الْجُزْءَ أَنْظُرُ إِسْنَادَهُ -قال الهروي: فلم يستجز أن يدعو بدعاء لا يرى إسناده

اور ابن مبارک پر رستہ کھو گیا ان کے سفروں میں سے ایک میں اور ان کو پہنچا ہوا تھا کہ جو مصیبت میں ہو وہ پکارے اے اللہ کے بندوں میری مدد کرو اس کی مدد ہو گی کہا انہوں نے جز طلب کیا کہ اس

کی سند دیکھیں

الھروی نے کہا : پس انہوں نے دعا نہ کی جس کی سند انہوں نے نہ دیکھی ہو

وہابی عالم محمد صالح المنجد کہتے ہیں

لأنهما صريحان بأن المقصود بـ " عباد الله " فيهما خلقٌ من غير البشر بدليل قوله في الحديث الأول : (فإن لله في الأرض حاضراً سيحبسه عليهم) ، و قوله في هذا الحديث : (فإن لله عبادا لا نراهم) . وهذا الوصف إنما ينطبق على الملائكة أو الجن ؛ لأنهم الذين لا نراهم عادة ... فلا يجوز أن يُلحَق بهم المسلمون من الجن أو الإنس ممن يسمونهم برجال الغيب من الأولياء والصالحين ، سواء كانوا أحياء أو أمواتا ، فإن الاستغاثة بهم وطلب العون منهم شرك بيِّن ؛ لأنهم لا يسمعون الدعاء ، ولو سمعوا لما استطاعوا الاستجابة وتحقيق الرغبة .

https://islamqa.info/ar/132642

اس میں صریحا ہے کہ عباد اللہ سے مقصود اس میں وہ مخلوق ہے جو غیر بشری ہے قول حدیث اول ہے کہ اللہ کے لئے زمین میں حاضر رہتے ہیں جو حساب کرتے ہیں اور قول حدیث میں ہے کہ عباد اللہ کو نہیں دیکھا جا سکتا اور یہ وصف صرف فرشتوں اور جنات پر ہی منطبق کیا جا سکتا ہے کہ ان کو عادت (جاری) میں نہیں دیکھا جا سکتا ... پس یہ جائز نہیں کہ اس میں جن و انس کے مسلمانوں ، اولیاء و الصالحین میں سے ، برابر ہے کہ زندہ ہوں یا مردہ کو بھی فرشتوں سے ملا دیا جائے جن کو رجال الغیب کا نام دیا گیا ہے ، کیونکہ اس سے مدد طلب کرنا واضح شرک ہے کیونکہ یہ پکار نہیں سنتے اگر سن لیں تو جواب نہیں دے سکتے

دور جدید کے غیر مقلد البانی سلسلة الأحاديث الضعيفة : 108/2، 109، ح655 میں کہتے ہیں

العبادات لا تؤخذ من التجارب، سيما ما كان منها فی إر غيبی كهذا الحديث، فلا يجوز الميل الى تصحيحه، كيف وقد تمسك به بعضهم فی جواز الاستغاثة بالموتى عند الشدائد، وهو شرك خالص، والله المستعان !

عبادات تجربوں سے اخذ نہیں کی جا سکتیں، خصوصًا ایسی عبادات جو کسی غیبی امر کے بارے میں ہوں، جیسا کہ یہ حدیث ہے، لہٰذا تجربے کی بنیاد پر اس کو صحیح قرار دینے کی طرف میلان کرنا جائز نہیں۔ یہ

کیسے ممکن ہے، جب کہ بعض لوگوں نے اس سے مصیبتوں پر مرنے والوں سے مدد مانگنے پر بھی استدلال کیا ہے۔ یہ خالص شرک ہے، اللہ محفوظ فرمائے

راقم کہتا ہے البانی کی یہ بات صحیح ہے البتہ اہل حدیث کا دین میں عقائد میں ارتقاء جاری ہے۔

وہابی علماء کا فتوی ہے[21]

الثاني: أن ينادي الله متوسلاً إليه بحب نبيه واتباعه إياه وبحبه لأولياء الله بأن يقول: اللهم أني أسالك بحبي لنبيك واتباعي له وبحبي لأوليائك أن تعطيني كذا – فهذا جائز؛ لأنه توسل من العبد إلى ربه بعلمه الصالح، ومن هذا ما ثبت من توسل أصحاب الغار الثلاثة بأعمالهم الصالحة .

مکمل فتوی اردو میں ہے[22]

وہابیوں نے کہا

اے اللہ میں تجھ سے تیرے فلاں ولی یا تیرے فلاں نبی کے حق کو وسیلہ بناتے ہوئے سوال کرتا ہوں – یہ جائز نہیں

اے اللہ میں تجھ- سے تیرے نبی یا فلان ولی کے جاہ سے توسل کرتا ہوں تو ایسا کرنا جائز نہیں ہے

اے اللہ میں تجھ سے تیرے نبی اور اس کے فرمان بردار لوگوں سے اپنی محبت اور تیرے اولیاء سے اپنی محبت کے صدقے یہ مانگتا ہوں تو ایسا کرنا بھی جائز ہے

راقم کہتا ہے یہ مولویوں نے الفاظ کا کھیل کھیلا ہے جو بھی جاہ یا عزت کا حوالہ دے رہا ہے اس کو معلوم ہے کہ ان انبیاء کی عزت اللہ کے ہاں ہے کیونکہ اللہ نے اس کی خبر دی اور اسی وجہ سے ہم کو ان سے محبت ہے لہٰذا بعض دعا کو جائز اور بعض کو نا جائز اس بنا پر کہنا ان لوگوں کا کمال ہے یہ الفاظ کی بازی گری ہے۔ راقم کہتا ہے کسی بھی قسم کے وسیلہ کے الفاظ یا صدقے کے الفاظ یا محبت کا ذکر یا عزت کا ذکر کرنا حرام ہے۔ حدیث غار میں نیک عمل کو وسیلہ بنانے کی دلیل ہے لیکن وہ عمل ہے اس میں انبیاء و صالحین کا ذکر نہیں ہے۔ نیک عمل میں انبیاء و اولیاء سے محبت شامل ہے لیکن اس محبت کو انبیاء و صالحین نے کبھی وسیلہ نہیں بنایا نہ قرآن میں اس قسم کی کوئی خبر ہے۔

[1] كرامات الأولياء للالكائي - من كتاب شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة للالكائي
المؤلف: أبو القاسم هبة الله بن الحسن بن منصور الطبري الرازي اللالكائي (المتوفى: 418هـ)

أخبرنا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ حُمَيْدٍ، قَالَ: أنا يَزِيدُ بْنُ الْبَزَّازِ، قَالَ: ثنا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الصَّبَّاحِ الزَّعْفَرَانِيُّ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُثَنَّى الْأَنْصَارِيُّ،

87 - وَأَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الصَّفَّارُ، قَالَ: أنا الْحُسَيْنُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: ثنا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، حَدَّثَنِي عَمِّي، ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَنَسٍ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: إِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِذَا أُقْحِطُوا اسْتَسْقَى بِالْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، قَالَ: وَيَقُولُ: اللَّهُمَّ إِنَّا كُنَّا إِذَا أُقْحِطْنَا تَوَسَّلْنَا إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا فَتَسْقِينَا، وَإِنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا، قَالَ: فَيُسْقَوْنَ أَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ عَنِ الزَّعْفَرَانِيِّ

صحیح بخاری میں سند ہے
حَدَّثَنَا الحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الأَنْصَارِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ المُثَنَّى، عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، كَانَ إِذَا قَحَطُوا اسْتَسْقَى بِالعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ المُطَّلِبِ، فَقَالَ: «اللَّهُمَّ إِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا فَتَسْقِينَا، وَإِنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا»، قَالَ: فَيُسْقَوْنَ

یہاں سن میں قَاضِي البَصْرَةِ، أَبُو عَبْدِ اللهِ مُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ اللهِ بنِ المُثَنَّى بنِ عَبْدِ اللهِ بنِ أَنَسِ بنِ مَالِكٍ ہے جو انس رضی اللہ کی نسل سے ہے اس نے روایت اپنے باپ عبد اللہ بن المثنی اور چچا سے لی تھی پھر ان دونوں نے اس کو ثُمَامَةُ سے روایت کیا

عبد اللہ بن المثنی پر محدثین کی بہت اچھی رائے نہیں ہے

قال أبو حاتم صالح الحديث وقال أبو داود السجستاني لا أخرج حديثه

ابو داود نے کہا اس کی حدیث کی تخریج نہیں کی جائے گی

قال زكريا الساجي: فيه ضعف لم يكن صاحب حديث

قد ذكره العقيلي في الضعفاء، وقال: لا يتابع على أكثر حديثه

ابن معين: ليس بشئ.

وقال النسائي: ليس بالقوى.

في كتاب أبي الفرج البغدادي قال أبو سلمة: كان ضعيفا في الحديث.

قال أبو سلمة: ضعيف منكر الحديث

بعض محدثین نے ثقہ کہا

وفي كتاب " الجرح والتعديل " عن الدارقطني: عبد الله بن المثنى الأنصاري ثقة يحتج به.

وخرج ابن حبان حديثه في " صحيحه " وكذلك الحاكم، والطوسي وقال: هو ثقة.
وقال الترمذي لما أخرج حديث ابنه ومحمد بن عبد الله الأنصاري: ثقة وأبوه ثقة.
وقال العجلي: بصري ثقة.
اور قاضی بصرہ کے چچا کا معلوم نہیں کون ہے لہذا وہ مجھول ہے
اس طرح یہ طرق مختلف فیہ ہو گیا
[2] محقق شعيب الأرنؤوط کہتے ہیں إسناده صحيح على شرط البخاري

امام حاکم مستدرک میں روایت دیتے ہیں
أَخْبَرَنَا أَبُو زَكَرِيَّا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَنْبَرِيُّ، ثنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ نَصْرٍ، ثنَا الزُّبَيْرُ بْنُ بَكَّارٍ، حَدَّثَنِي سَاعِدَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ الْمُزَنِيُّ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ عَطَاءٍ الْمَدَنِيِّ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ: اسْتَسْقَى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَامَ الرَّمَادَةِ بِالْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، فَقَالَ: " اللَّهُمَّ هَذَا عَمُّ نَبِيِّكَ الْعَبَّاسُ، نَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِهِ فَاسْقِنَا، فَمَا بَرِحُوا حَتَّى سَقَاهُمُ اللَّهُ، قَالَ: فَخَطَبَ عُمَرُ النَّاسَ، فَقَالَ: «أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرَى لِلْعَبَّاسِ مَا يَرَى الْوَلَدُ لِوَالِدِهِ، يُعَظِّمُهُ، وَيُفَخِّمُهُ، وَيَبَرُّ قَسَمَهُ فَاقْتَدُوا أَيُّهَا النَّاسُ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عَمِّهِ الْعَبَّاسِ، وَاتَّخِذُوهُ وَسِيلَةً إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فِيمَا نَزَلَ بِكُمْ»
عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عام الرمادہ میں عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے ذریعہ سے بارش طلب کی۔ انہوں نے یوں فریاد کی : اے اللہ ! یہ عباس، تیرے نبی کے چچا ہیں۔ ہم ان سے تیری طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ تو ہم پر بارش نازل فرما۔ وہ دعا کر ہی رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بارش سے سیراب کر دیا۔ راوی نے بیان کیا ہے کہ پھر عمر بن خطاب نے لوگوں کو خطبہ دیا۔ کہا : اے لوگو! نبی صلی اللہ علیہ وسلم، عباس رضی اللہ عنہ کو ایسے دیکھتے تھے جیسے بیٹا باپ کو ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی تعظیم و توقیر کرتے ان کی بات پر خوش ہوتے اور ان کی قسموں کو پورا فرماتے تھے۔ اے لوگو! تم بھی عباس کی اقتدا کرو۔ ان کو اللہ تعالیٰ کے ہاں وسیلہ بناؤ تاکہ وہ تم پر (بارش) برسائے۔
اس سند میں دَاوُدَ بْنِ عَطَاءٍ الْمَدَنِيِّ متروک ہے
قال البخاري: قال أحمد: رأيته وليس بشي. «التاريخ الكبير» 3/ (836) .
قال البخاري: منكر الحديث.
قال البرقاني: سمعت الدَّارَقُطْنِيّ يقول داود بن عطاء، من أهل مكة متروك.
سند میں سَاعِدَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ الْمُزَنِيُّ مجھول بھی ہے
لہذا اس سند سے روایت قابل قبول نہیں ہے -
[3] بارش کی دعا کی گئی نماز استسقاء والی روایت شاذ ہے – عباس سے دعا کروانے والی روایت میں بھی دعا کا ذکر ہے نماز کا ذکر نہیں ہے –
الاسْتِسْقَاءِ کی دو روایتیں ہیں ایک میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تھے کہ ایک شخص آیا اور کہا اپ الاسْتِسْقَاءِ کی دعا کریں اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ بلند کیے کہ اپ کے بغلوں کی سفیدی نظر

آئی اور اس کو انس رضی اللہ عنہ نے روایت کیا

یہ صحیح بخاری میں ہے

اس کے علاوہ ایک روایت ہے جس میں نماز کا ذکر ہے جس کو اور لوگوں نے قبول کیا اور اس کو دلیل مانتے ہوئے نماز الاسْتِسْقَاءِ ہوتی ہے

یہ روایت عَبّاد بْن تَمِيم، المازِنيّ، الأَنصاريّ، المَدِينِيّ. عَنْ عمِّه عَبد اللهِ بْن زَيد کی سند سے ہے

یہ بھی صحیح بخاری میں ہے

صحیح بخاری کی سند ہے

حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ، عَنْ عَمِّهِ، قَالَ: «خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَسْقِي وَحَوَّلَ رِدَاءَهُ»

اور

حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ، عَنْ عَمِّهِ، قَالَ: «خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَسْقِي، فَتَوَجَّهَ إِلَى القِبْلَةِ يَدْعُو وَحَوَّلَ رِدَاءَهُ، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ جَهَرَ فِيهِمَا بِالقِرَاءَةِ»

اور

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، سَمِعَ عَبَّادَ بْنَ تَمِيمٍ، عَنْ عَمِّهِ: «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَسْقَى، فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَقَلَبَ رِدَاءَهُ»

اور

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، سَمِعَ عَبَّادَ بْنَ تَمِيمٍ، عَنْ عَمِّهِ، قَالَ: «خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى المُصَلَّى يَسْتَسْقِي وَاسْتَقْبَلَ القِبْلَةَ، فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، وَقَلَبَ رِدَاءَهُ» قَالَ سُفْيَانُ: فَأَخْبَرَنِي المَسْعُودِيُّ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ، قَالَ: «جَعَلَ اليَمِينَ عَلَى الشِّمَالِ»

اور

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلاَمٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الوَهَّابِ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَنَّ عَبَّادَ بْنَ تَمِيمٍ، أَخْبَرَهُ: أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ زَيْدٍ الأَنْصَارِيَّ أَخْبَرَهُ: «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ إِلَى المُصَلَّى يُصَلِّي، وَأَنَّهُ لَمَّا دَعَا – أَوْ أَرَادَ أَنْ يَدْعُوَ – اسْتَقْبَلَ القِبْلَةَ وَحَوَّلَ رِدَاءَهُ» قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: «عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ هَذَا مَازِنِيٌّ، وَالأَوَّلُ كُوفِيٌّ هُوَ ابْنُ يَزِيدَ»

یعنی اس روایت کی تمام اسناد میں عباد بن تمیم ہے جو اپنے باپ سے روایت کرتا ہے اور چچا سے سندوں میں باقی کتب میں واضح نہیں کون کس سے روایت کر رہا ہے

کتاب تهذيب الكمال في أسماء الرجال از المزي (المتوفى: 742هـ) کے مطابق

وقع فِي بعض النسخ المتأخرة من "سنن "ابن مَاجَهْ، فِي حديث عَبْد اللَّهِ بْن أَبِي بَكْرٍ: سمعت عباد بْن تميم، يحدث عَن أبيه، عَنْ عمه: إنه شهد النَّبِيّ صَلَّى اللَّهُ عليه وسلم، خرج إِلَى المصلى، يستسقي، فاستقبل القبلة، وقلب رداءه، وصلى ركعتين. وهكذا ذكره أَبُو الْقَاسِمِ فِي "الأطراف"، وهو وهم قبيح، وتخليط فاحش، ووقع فِي عدة نسخ عَنْ عَبْد اللَّهِ بْن أَبِي بَكْرٍ قال: سمعت عباد بْن تميم يحدث أَبِي عَنْ عمه، وهو الصواب.

اور بعض نسخوں میں جو بعد کے ہیں سنن ابن ماجہ کے ان میں عبد اللہ بن ابی بکر کی حدیث ہے کہ انہوں نے عباد

بن تمیم سے سنا جو اپنے باپ سے روایت کرتا ہے وہ چچا سے کہ انہوں نے رسول اللہ کو دیکھا کہ نماز کے لئے نکلے قبلہ رخ ہوئے اور دو رکعت پڑھیں اور ایسا ابو قاسم نے اطراف میں ذکر کیا ہے جو قبیح وہم ہے اور فحش غلطی ہے اور بعض نسخوں میں آیا ہے عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ قال: سمعت عباد بْن تميم يحدث أَبِي عَنْ عمه، جو ٹھیک ہے
سوال ہے کہ اس اہم واقعہ کو صرف عباد بن تمیم کیوں روایت کرتا ہے مثلا کسوف کی نماز بھی رسول اللہ نے پڑھی اور اس کو بیان کرنے والے متعدد صحابہ ہیں لیکن بارش کی نماز کا صرف ایک راوی کیوں ہے؟
أسد الغابة في معرفة الصحابة میں ابن اثیر کہتے ہیں
بو عمر نے کہا :
وأما ما روى عباد بْن تميم، عن عمه، فصحيح، إن شاء اللَّه تعالى، ولا أعرف تميمًا بغير هذا، وفيه وفي صحبته نظر
عباد بن تمیم جو اپنے چچا سے روایت کرتا ہے وہ ان شاء اللہ صحیح ہے اور تمیم اس کے علاوہ نہیں جانا جاتا اور اس کی صحابیت میں نظر ہے
یعنی تمیم صحابی نہیں لیکن ان کا بھائی صحابی ہے جس سے عباد روایت کرتا ہے
البحر الرائق شرح كنز الدقائق از زين الدين بن إبراهيم بن محمد، المعروف بابن نجيم المصري (المتوفى: 970هـ) کے مطابق
وَلَمْ يَبْلُغْنَا عَنْ النَّبِيِّ – صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – فِي ذَلِكَ صَلَاةٌ إلَّا حَدِيثٌ وَاحِدٌ شَاذٌّ
اور ہم تک نہیں پہنچا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں نماز پڑھی سوائے ایک شاذ روایت کے
یہی بات النهر الفائق شرح كنز الدقائق از سراج الدين عمر بن إبراهيم بن نجيم الحنفي (ت 1005هـ) میں ہے
كتاب الأَصْلُ از أبو عبد الله محمد بن الحسن بن فرقد الشيباني (المتوفى: 189 هـ) کے مطابق
يستعمل في الأصل تراكيب "الأثر المعروف، الآثار المعروفة، الحديث المعروف" بمعنى الحديث الصحيح المشهور، ويستعمل في ضد هذا المعنى "الحديث الشاذ" (5). وحول صلاة الاستسقاء يذكر الإمام أبو حنيفة أنه لم يبلغه في ذلك صلاة "إلا حديثاً واحداً شاذاً لا يؤخذ به
اثر معروف اور اثار معروفہ اور حدیث معروف کی ترکیب کا استعمال ہوتا ہے حدیث صحیح مشہور کے لئے اور اس کے خلاف ہو حدیث ہو وہ شاذ ہوتی ہے اور نماز استسقاء کے لئے ذکر کیا گیا ہے کہ امام ابو حنیفہ نے کہا اس نماز پر کچھ نہیں آیا سوائے ایک شاذ روایت کے جس کو نہیں لیا جائے گا
بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع از علاء الدين، أبو بكر بن مسعود بن أحمد الكاساني الحنفي (المتوفى: 587هـ) کے مطابق
وَمَا رُوِيَ أَنَّهُ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – صَلَّى بِجَمَاعَةٍ حَدِيثٌ شَاذٌّ وَرَدَ فِي مَحِلِّ الشُّهْرَةِ؛ لِأَنَّ الِاسْتِسْقَاءَ يَكُونُ بِمَلَأٍ مِنْ النَّاسِ، وَمِثْلُ هَذَا الْحَدِيثِ يُرَجَّحُ كَذِبُهُ عَلَى صِدْقِهِ، أَوْ وَهْمُهُ عَلَى ضَبْطِهِ فَلَا يَكُونُ مَقْبُولًا مَعَ أَنَّ هَذَا مِمَّا تَعُمُّ بِهِ الْبَلْوَى فِي دِيَارِهِمْ، وَمَا تَعُمُّ بِهِ الْبَلْوَى، وَيَحْتَاجُ الْخَاصُّ وَالْعَامُّ إلَى مَعْرِفَتِهِ لَا يُقْبَلُ فِيهِ الشَّاذُّ وَاَللَّهُ أَعْلَمُ.
اور یہ جو روایت کیا جاتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جماعت سے نماز پڑھی یہ حدیث شاذ ہے جو شہرت کے مقام پر رد ہوتی ہے کیونکہ استسقاء کی نماز ہوئی ہو گی جب لوگ بھرے ہوں اور اس مثل کی حدیث سے جھوٹ کو سچ پر راجح ہو جاتا ہے یا وہم ضبط پر … اور شاذ کو قبول نہیں کیا جائے گا و اللہ اعلم

راقم کہتا ہے حق ابو حنیفہ کے ساتھ ہے یہ روایت شاذ ہے جو عمل رسول الله نے مجمع میں کیا ہو اس پر متعدد راوی ہونے چاہییے تھے جیسا کسوف کے باب میں ہے- امام ابو حنیفہ کے علاوہ باقی تین فقہاء نے عباد بن تمیم کی منفرد شاذ روایت کو قبول کیا ہے اور اس کی بنیاد پر نماز استسقاء ہوتی ہے

[4] يَزِيدُ بْنُ الْأَسْوَدِ الْجُرَشِيُّ کے لئے ابن حبان کتاب مشاهير علماء الأمصار وأعلام فقهاء الأقطار میں لکھتے ہیں من عباد أهل الشام وزهادهم اہل شام کے زاہدوں اور عبادت گزاروں میں سے تھے اور کتاب الثقات میں لکھا ہے کان من العباد الخشن سخت عبادت گزاروں میں سے تھے

[5] أَبَا إِسْمَاعِيْل عَبْدَ اللهِ بنَ مُحَمَّدٍ الهَرَوِيَّ محدث ابو عبدلله محمّد بن عبدلله حاکم النیشابوری صاحب المستدرک کے لئے کہتے ہیں رَافضيٌّ خَبِيْث (سير الاعلام النبلاء ج ١٢، ص ٥٧٦، دار الحديث- القاهرة).
الذہبی کہتے ہیں قُلْتُ: كَلاَّ لَيْسَ هُوَ رافضيًّا، بل يتشيّع. یہ رافضی تو نہیں لیکن شیعیت رکھتے تھے

[6] اہل حدیث بھی اس روایت پر لوگوں کو گمراہ کر رہے ہیں کہ یہ تبلیغی نصا ب کی روایت ہے –
http://magazine.mohaddis.com/shumara/325-apr-1990/3080-abu-bashar-adam-khata
جبکہ اعتراض امام حاکم پر ہونا چاہیے نہ کہ متاخرین میں سے لوگوں کا ذکر کیا جائے- غازی عزیر مضمون ابو البشر آدم علیہ السلام کی دعا مضمون میں لکھتے ہیں جو محدث میگزین میں ہے

اس خطاء کی مغفرت کے متعلق ایک مشہور حدیث اور اس کا علمی تجزیہ پیش خدمت ہے۔اس حدیث کو مولانا زکریا صاحب کاندھلوی مرحوم(سابق شیخ الحدیث مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور ۔یوپی) نے تصوف کے طریق پر ترتیب دی جانے والی اپنی مشہور زمانہ تالیف"تبلیغی نصاب" کے حصہ فضائل ذکر میں اس طرح بیان کیا ہے:

«عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: " لَمَّا أَذْنَبَ آدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ الذَّنْبَ الَّذِي أَذْنَبَهُ رَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ: أَسْأَلُكَ بحَقِّ مُحَمَّدٍ إِلَّا غَفَرْتَ لِي , فَأَوْحَى اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَيْهِ: وَمَا مُحَمَّدٌ؟ وَمَنْ مُحَمَّدٌ؟ قَالَ: تَبَارَكَ اسْمُكَ , لَمَّا خَلَقْتَنِي رَفَعْتُ رَأْسِي إِلَى عَرْشِكَ وَإِذَا فِيهِ مَكْتُوبٌ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ فَعَلِمْتُ أَنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ أَعْظَمَ قَدْرًا عِنْدَكَ مِمَّنْ جَعَلْتَ اسْمَهُ مَعَ اسْمِكَ , فَأَوْحَى اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَيْهِ: يَا آدَمُ , وَعِزَّتِي وَجَلَالِي , إِنَّهُ لَآخِرُ النَّبِيِّينَ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ , وَلَوْلَاهُ مَا خَلَقْتُكَ»

"ترجمہ :۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حضرت آدم (علیہ السلام) سے جب گناہ صادر ہوگیا (جس کی وجہ سے جنت سے دنیا میں بھیج دئے گئے توہروقت روتے تھے اور دعا واستغفار کرتے رہتے تھے۔ایک طرف آسمان کی طرف منہ کیا اور عرض کیا یا اللہ(محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے وسیلہ سے تجھ سے مغفرت چاہتاہوں وحی نازل ہوئی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں(جن کے واسطے سے تم نے استغفار کی)عرض کیا کہ آپ نے جب مجھے پیدا کیا تھا تو میں نے عرش پر لکھا ہوا دیکھا تھا لا الہٰ الا اللہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) تو میں سمجھ گیا تھا کہ محمد(صلی اللہ علیہ وسلم) سے اونچی ہستی کوئی نہیں ہے جن کا نام تم نے اپنے نام کے ساتھ رکھا وحی نازل ہوئی کہ وہ خاتم النبیین (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں اور تمہاری اولاد میں سے ہیں لیکن وہ نہ ہوتے تو تم بھی پیدا نہ کئے جاتے۔"

علم حدیث کا ادنیٰ سا طالب علم بھی بخوبی اس حقیقت سے واقف ہے کہ مولانا زکریا مرحوم نے اپنی کتاب میں سینکڑوں عجائب وغرائب ،منکر وضعیف ،باطل اور موضوع ر وایات کو جگہ دی ہے۔اور انہی روایات میں سے ایک مشہور حدیث یہ بھی ہے جس میں آدم علیہ السلام اللہ تبارک وتعالیٰ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق اور وسیلہ سے مغفرت طلب فرماتے ہیں۔

اس روایت کو توصیف رحمان نے برصغیر کے مولویوں کی اختراع قرار دیا جس پر بریلوی عالم نے خوب کلاس لی
https://www.youtube.com/watch?v=35JHTcn5Rec

[7] http://www.thefatwa.com/urdu/questionID/1307/حضرت-آدم-علیہ-السلام-کی-توبہ-کیسے-قبول-ہوئی

[8] أبو محمد الحسن بن علي بن محمد بن علي بن موسى بن جعفر بن محمد بن علي بن الحسين بن علي بن أبي طالب المتوفى ٢٦٠ ھ

[9] سند کتاب تفسیر عسکری ہے

قال محمد بن على بن محمد بن جعفر بن دقاق: حدثني الشيخان الفقيهان: أبوالحسن محمد بن أحمد بن علي بن الحسن بن شاذان وأبومحمد جعفر بن أحمد بن علي القمي(ره) قالا: حدثنا الشيخ الفقيه أبوجعفر محمد بن علي بن الحسين بن موسى بن بابويه القمي(ره) قال: أخبرنا أبوالحسن محمد بن القاسم المفسر الاسترابادي الخطيب(ره) قال: حدثني أبويعقوب يوسف بن محمد بن زياد وأبوالحسن علي بن محمد بن سيار(1) - وكانا من الشيعة الامامية - قالا: كان أبوانا إماميين، وكانت الزيدية هم الغالبون بأستراباذ(2)، وكنا في إمارة الحسن بن زيد(3) العلوي الملقب بالداعي إلى الحق إمام الزيدية، وكان كثير الاصغاء إليهم، يقتل الناس بسعاياتهم، فخشينا على أنفسنا، فخرجنا بأهلينا إلى حضرة الامام أبي محمد الحسن بن علي بن محمد أبي القائم عليهم السلام،

سند میں زیدی شیعہ بھی ہیں -

[10] ان کے بیٹے نعمان خير الدين بن محمود بن عبد الله بن محمد الآلوسي ہیں جن کی کتاب الآيات البينات في عدم سماع الأموات ہے

[11] اسناد کی علتیں

امام حاکم نے اس روایت کو صحیح کہا ہے جبکہ اس کے طرق میں عَوْنُ بنُ عُمارة، أبو محمد العبْديَ البَصْريُّ منکر حدیث ہے اور الذھبی نے خود اس راوی کا ذکر ديوان الضعفاء والمتروكين وخلق من المجهولين وثقات فيهم لين میں کیا ہے

اس کی بعض سندوں میں شبيب بن سَعِيد الحبطي أبو سَعِيد التميمي ہے اور ابن وھب سے مناکیر روایت کرتا ہے

طبرانی کی سند میں یہ مسئلہ ہے

مستدرک حاکم کی دوسری سند میں بھی یہ مسئلہ ہے - اس کے باوجود حاکم نے کہا

هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ، وَإِنَّمَا قَدَّمْتُ حَدِيثَ عَوْنِ بْنِ عُمَارَةَ لِأَنَّ مِنْ رَسْمِنَا أَنْ نُقَدِّمَ الْعَالِيَ

مِنَ الْأَسَانِيدِ

اس شبيب بن سَعِيد الحبطي أبو سَعِيد التميمي کی سند پر عَوْنِ بْنِ عُمَارَةَ کی سند پیش کی ہے

راقم کہتا ہے دونوں طرق ضعیف ہیں – ابن القيسراني نے تذكرة الحفاظ (أطراف أحاديث كتاب المجروحين لابن حبان) میں کہا

أَنَّ أَعْمَى أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ عَلِّمْنِي دُعَاءً أَدْعُو بِهِ، وَيَرُدُّ اللَّهُ عَلَيَّ بَصَرِي. . " الْحَدِيثَ.

رَوَاهُ عَوْنُ بْنُ عُمَارَةَ، عَنْ رَوْحِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الْخَطْمِيِّ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، عَنْ عَمِّهِ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ وَعَوْنُ بْنُ عُمَارَةَ غَيْرُ حُجَّةٍ

عَوْنُ بْنُ عُمَارَةَ حجت نہیں ہے

البتہ ان دو کا اس کی اسناد میں تفرد نہیں ہے

[12] مسعود بن عون بن المنذر بن النعمان أبي قابوس المتوفى ٤٥ ھ مسلمانوں کے ایک امیر عسکر گزرے ہیں جو دور اصحاب رسول میں تھے لیکن واقدی نے ان کا نام نہیں لیا - اگر یہی مراد ہیں تو واقدی سے لے کر ان تک سند درکار ہے

[13] ایک اہل حدیث عالم غلام مصطفے ظہیر امن پوری اس کے برعکس اس حدیث سے فرشتوں کی پکار کو ثابت کرتے ہیں

http://www.tohed.com/2-وسیلے-کی-ممنوع-اقسام-کے-دلائل-کا-تحقیقی/

البتہ اگر ان میں مذکور ”عباداللہ“ سے مراد فرشتے لیے جائیں تو صحیح حدیث سے ان کی تائید ہو جائے گی، جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

إن لله ملائكة في الأرض سوى الحفظة، يكتبون ا سقط من ورق الشجر، فإذا أصاب أحدكم عرجة بأرض فلاة، فليناد : أعينوا عبادالله.

”زمین میں حفاظت والے فرشتوں کے علاوہ بھی اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہوتے ہیں جو درختوں کے گرنے والے پتوں کو لکھتے ہیں۔ جب تم میں سے کسی کو ویرانے میں چلتے ہوئے پاؤں میں موچ آ جائے تو وہ کہے : اللہ کے بندو ! میری مدد کرو۔“ (كشف الأستار عن زوائد البزار:3128/1، وسنده حسن)

حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

رجاله ثقات. ”اس کے سارے راوی ثقہ ہیں۔“ (مجمع الزوائد:32/10)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

هذا حديث حسن الإسناد، غريب جدا .

”اس کی سند حسن ہے لیکن یہ انوکھی روایت ہے۔“ (مختصر زوائد البزار:120/2، شرح ابن علان علي الأذكار:15/5)

علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

إنما هم الملائكة، فلا يجوز أن يلحق بهم المسلمون من الجن أو الإنس ممن يسمونهم برجال الغيب من الأولياء

والصالحين، سواء كانوا أحياء أو أمواتا، فإن الاستغاثة بهم وطلب العون منهم شرك بين لأنهم لا يسمعون الدعاء، ولوسمعوا لما استطاعوا الاستجابة وتحقيق الرغبة، وهذا صريح في آيات كثيرة، منها قوله تبارك وتعالى : ﴿وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِن قِطْمِيرٍ ★ إِن تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دُعَاءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوا مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُونَ بِشِرْكِكُمْ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيرٍ.﴾ (فاطر 13 – 14)

”اس حدیث میں اللہ کے بندوں سے مراد صرف فرشتے ہیں۔ ان کے ساتھ مسلمان جنوں اور ان اولیاء اور صالحین کو ملانا جنہیں غیبی لوگ کہا جاتا ہے، جائز نہیں، خواہ وہ زندہ ہوں یا فوت ہو گئے ہوں۔ ان جنوں اور انسانوں سے مدد طلب کرنا واضح شرک ہے کیونکہ وہ پکارنے والے کی پکار کو سن نہیں سکتے۔ اگر وہ سن بھی لیں تو اس کا جواب دینے یا حاجت روائی کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ قرآن کریم کی بہت سی آیات اس پر شاہد ہیں۔ ایک مقام پر فرمان باری تعالیٰ ہے : ﴿وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِن قِطْمِيرٍ ★ إِن تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دُعَاءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوا مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُونَ بِشِرْكِكُمْ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيرٍ﴾ (فاطر 13 – 14) ”اور جن لوگوں کو یہ مشرکین اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ کھجور کی گٹھلی کے باریک غلاف کے برابر بھی کسی چیز کے مالک نہیں ہیں۔ اگر تم ان کو پکارو تو وہ تمہاری پکار کو سن نہیں سکتے اور اگر وہ سن بھی لیں تو تمہاری مراد پوری نہیں کر سکتے اور قیامت کے روز یہ لوگ تمہارے شرک سے لاعلمی کا اظہار کریں گے اور آپ کو (اللہ) خبیر کی طرح کوئی خبر نہیں دے سکتا۔“ (سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيء في الأمة:111/2، ح:655)

یعنی اس حدیث میں ماتحت الاسباب مدد مانگنے کا بیان ہے، کیونکہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بیان فرما دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے وہاں ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے نیک بندوں کی اعانت پر مامور کر رکھا ہے۔

[14] ابن حبان اس حدیث پر صحیح ابن حبان میں حاشیہ لکھتے ہیں

قَالَ أَبُو حَاتِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَمَرَ الْمُصْطَفَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَا الْخَبَرِ الْمُسْلِمَ إِذَا مَرَّ بِقَبْرِ غَيْرِ الْمُسْلِمِ، أَنْ يَحْمَدَ اللَّهَ جَلَّ وَعَلَا عَلَى هِدَايَتِهِ إِيَّاهُ الْإِسْلَامَ، بِلَفْظِ الْأَمْرِ بِالْإِخْبَارِ إِيَّاهُ أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، إِذْ مُحَالٌ أَنْ يُخَاطَبَ مَنْ قَدْ بَلِيَ بِمَا لَا يَقْبَلُ عَنِ الْمُخَاطِبِ بِمَا يُخَاطِبُهُ بِهِ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اس حدیث میں کہ جب کوئی مسلمان کسی غیر مسلم کی قبر پر سے گزرے تو اللہ کی تعریف کرے اس ہدایت پر جو اس نے اسلام سے دی اور حکم کے الفاظ جو اس حدیث میں ہیں کہ وہ اگ میں سے ہیں سے یہ محال ہے کہ ان کو مخاطب کیا جائے جو بے شک (اتنے) گل سڑ گئے ہوں کہ خطاب کرنے والے (کی اس بات) کو قبول نہ کر سکتے ہوں جس پر ان کو مخاطب کیا گیا ہے

[15] شعیب الأرناؤوط تعلیق میں لکھتے ہیں

هذا مردود على قائله إن صح عنه ذلك، فإنه لا خلاف بين أهل العلم، أنه لا يستغاث إلا بالله، ولا يسأل أحد سواه.

یہ کہنا قابل رد ہے اگر صحیح بھی ہو اہل علم میں اس پر کوئی اختلاف نہیں کہ اللہ سے مدد مانگی جائے گی اور اس کے سوا کسی سے سوال نہ ہو گا

راقم کہتا ہے یہ روایت بلا جرح نقل کرنا الذہبی کے کمزور عقیدے کی نشانی ہے اور جملہ محدثین کے اوپر بھی سوالیہ نشان ہے - کس نے یہ جھوٹ گھڑا ؟ اس قسم کے اقوال سن کر عرب علماء نے ماشاء اللہ کہا اور لکھ دیا ہم تو ان کو

اس قابل بھی نہیں سمجھتے کہ سنا جائے - یہ تینوں اس دور کے ہیں جب محدثین اور صوفیاء کی حدود مل چکی تھیں

[16] http://forum.mohaddis.com/threads/مردوں-سے-وسیلہ-پکڑنے-والی-حدیث-اے-اللہ-کے-بندو-میری-مدد-کرو-ضعیف-ہے-..35717/

[17] https://www.tohed.com/2-وسیلے-کی-ممنوع-اقسام-کے-دلائل-کا-تحقیقی-/

[18] http://shamela.ws/browse.php/book-12762/page-986

[19] http://shamela.ws/browse.php/book-12762/page-986

[20] http://shamela.ws/browse.php/book-323/page-199

[21] http://alifta.com/Search/ResultDetails.aspx?languagename=ar&lang=ar&view=result&fatwaNum=true&FatwaNumID=1328&ID=269&searchScope=3&SearchScopeLevels1=&SearchScopeLevels2=&highLight=1&SearchType=EXACT&SearchMoesar=false&bookID=&LeftVal=0&RightVal=0&simple=&SearchCriteria=AnyWord&PagePath=&siteSection=1&searchkeyword=#firstKeyWordFound

[22] http://alifta.com/fatawa/fatawaDetails.aspx?languagename=ur&BookID=3&View=Page&PageNo=1&PageID=269